نذرِ عقیدت

ان تمام مایہ ناز غلامانِ محمدؐ (صحابہ اکرامؓ) کے مقدس دربار ہائے عالی کی خدمت میں فرداً فرداً جن میں سے ہر ایک فرمان ذیشان صلعم کی رو سے ستاروں کے مانند ہے اور کسی کی بھی پیروی راہِ مستقیم پر گامزن رکھنے کی ضامن ہے۔

Acc. No. 04

فہرست مضامین

سلسلہ نمبر

-204/ROP
ACC.NO.
04

شانِ محمدؐ کیا کہیے!!
شانِ غلاماں سُن لیجئے!!

ارشادات رسالت مآب صلعم ہے کہ "میرے امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر ہونگے" پھر ارشاد گرامی رسول مقبول صلعم ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کی تم پیروی کرو گے راہ راست پر رہو گے" پھر فرمان محبوب الٰہی صلعم ہے کہ "مٹی کے لئے پیغمبروں کے جسم حرام کردئے گئے ہیں" یعنی مٹی ان کے جسم ہائے مبارک کو چھو نہیں سکتی۔

اب جس واقعہ کا ہم ذکر کرنے والے ہیں اس سے شانِ غلامانِ محمدؐ کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کے غلاموں کے جسم کو بھی آیا مٹی چھو سکتی ہے یا نہیں۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ با آسانی چل سکے گا کہ اکثر پیغمبروں نے امت محمدیؐ میں پیدا ہونے کی خواہش کیوں کی تھی لیکن یہ خواہش تمنا اور دعا صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی ـــ یہ سب کچھ تو ہے جو اوپر بیان کیا گیا مگر دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ سب کچھ صحیح اور حقیقت ہے یا دعویٰ بلا ثبوت و دلیل اور صرف اعتقاد ہی اعتقاد۔ چونکہ یہ سائنس کا دور ہے ہر دعویٰ دلیل اور ثبوت چاہتا ہے مگر قربان جائیے ذات باری کے کہ وہ اپنے حبیب پاک صلعم کے ہر ارشاد کی صداقت کے لئے ہر دور میں بیّن ثبوت فراہم فرما کر غلامان محمد کو تو کیا منکران ذات الٰہی و منکران رسالت کو بھی محو حیرت کرکے ارشادات نبوی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور فرما دیتے ہیں ـــ یہ واقعہ کوئی صدیوں کا واقعہ نہیں بلکہ اسی صدی کا واقعہ ہے جس صدی میں ہم رواں دواں ہیں یعنی موجود سائنس کے دور کی صدی کا اور صرف سنہ ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے جس کو صرف (۵۵) سال کا عرصہ گذرا اور الحمدللہ اس واقعہ کے عینی شاہد ابھی بقید حیات ہیں جن کا تعلق ہر مذہب اور فرقہ سے ہے

سلمان پاک ایک چھوٹا سا گاؤں کی صورت لیا ہوا ایک مقام ہے جو بغداد سے بمشکل ۳۰ تا ۳۵ میل کی دوری پر واقع ہے۔ جو بلحاظ آبادی کو تاہی وسعت گاؤں کی تعریف میں آتا ہے یہ چھوٹا سا گاؤں جو اب سلمان پاک کے نام سے مشہور ہے ایک دور تھا کہ مدائن کہلاتا اور بڑا قابل دید پر رونق پرشوکت

اور شہرت کا حامل تھا اور اس سرزمین کو صحابہ اکرامؓ کے قدموں کو چومنے کا شرف حاصل ہوا۔
دیاطوں کی جنگ کے سلسلہ میں یہاں تشریف لائے اور اس معرکہ آرائی میں حق کا بول بالا کردیا حضر
سعیدؓ ابن ابی وقاص حضرت سلمانؓ فارسی حضرت حذیفتہ الیمانیؓ حضرت جابرؓ بن عبداللہ اور
بے حساب اصحاب یہاں تشریف فرما ہوئے۔ جیسا اس سرزمین مدائن کو حضرت سلمانؓ فارسی
بننے کا شرف حاصل ہوا تو مدائن کا نام سلمان پاک سے بدل گیا۔ حضرت حذیفتہ الیمانیؓ
جابرؓ بن عبداللہ دریائے دجلہ سے تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر دفن فرمائے گئے تھے
ان ہر دو صحابۂ اکرام کے مزارات تقریباً زائد از تیرہ سو سال سے تھے۔ ملک شاہ فیصل ا
دور حکومت ہے شاہ خواب میں ایک نورانی بزرگ کو دیکھتا ہے اس برگزیدہ بزرگ نے اپنا نا
پر حذیفتہ الیمانیؓ صحابی رسول مقبول صلعم ظاہر فرمایا اور شاہ فیصل کو واقف کردیا کہ آپ
مبارک میں پانی آگیا ہے اور آپ کے ساتھی حضرت جابرؓ بن عبداللہ بھی جو صحابی رسول حق
ہیں کی قبر میں بھی نمی آتی جارہی ہے۔ حضرت حذیفتہ الیمانیؓ نے خواب میں شاہ فیصل
سے خواہش کی کہ ان دونوں کی مبارک نعشوں کو وہاں سے نکال کر کسی مناسب مقام پر د
جائے شاہ فیصل خواب سے بیدار ہوا اس پر سکتہ کا عالم طاری رہا۔ اس کی عقل سوچنے
سمجھنے سے قاصر ہو کر رہ گئی۔ شاہ فیصل نے تین رات تک لگاتار اسی نوعیت اور ہدایت
خواب دیکھے شاہ فیصل اس خواب کی تعبیر کے لئے پریشان ہوگیا اور ایک الجھن کی سی کیفیت
پر طاری تھی۔

اب عراق کے مفتی اعظم کے خواب میں حضرت حذیفتہ الیمانیؓ نے تشریف فرما ہو کر بھی م
بالا واقعات بیان فرما کر ان مقدس نعشوں کو کسی مناسب مقام پر منتقلی پر زور دیا اور فرمایا کہ
فیصل ہماری ہدایت پر عمل نہیں کر رہا ہے۔ اب مفتی اعظم پر بھی ایک سکتہ کی کیفیت طاری ہ
مفتی اعظم نے بھی خواب تین رات تک متواتر اسی نوعیت کے دیکھے تو اس وقت کے وزیرا
نوری السعید سے اس لگاتار خواب کا تذکرہ فرمایا۔ آخر نوری السعید کے ذریعہ مفتی اعظم کے ذ
مفتی اعظم کے اس خواب کا تذکرہ شاہ فیصل کے سامنے آیا تو شاہ نے اقبال کیا کہ بالکل یہی
اور خواب میں ہدایت اس کو بھی ملی ہے اور اس کی عقل حیران ہے اگر وہ اس خواب کی ہدایت
پر عمل کرے اور ان مقدس صحابہ کی قبریں کھدوا دے تو اس کا کیا انجام ہوگا اور اس سانحہ

دور میں کون ان خوابوں کی صداقت کا یقین کرے گا۔ آخر شاہ نے مجبور ہو کر مفتی اعظم سے مشورہ طلب کیا کہ خدارا آپ ہی فرمایئے اب میرے لئے اس بارے میں کیا چارہ کار ہے؟ مفتی اعظم نے شاہ کو صاف صاف مشورہ دیا کہ یہ خواب اس قدر بلاشک و شبہ نمایاں و واضح ہے کہ اس پر عمل کرتے میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوتی۔ شاہ نے مفتی اعظم سے کہا کہ یہ معاملہ جلیل القدر صحابہ کرام کی قبروں کو کھودنے کا ہے اور میں صرف خواب کی بناء پر اس قدر گستاخانہ جراءت کیسے کر سکتا ہوں اور اس قدر عظیم ذمہ داری کیسے اپنے دوش پر لے سکتا ہوں جس کے تصور سے میں کانپ جاتا ہوں مگر مفتی اعظم اپنے مشورہ پر اٹل رہے اور ان کی ایک ہی رائے تھی کہ خواب میں جو ہدایت دی گئی ہے اس پر عمل ہونا چاہیئے لیکن شاہ فیصل کی کسی طرح ہمت نہ ہوئی تھی وہ ایک طرف سائنس کے دور میں خوابوں کی بناء پر جلیل القدر صحابہ کے قبروں کو کھودنے کا حکم دیتے گھبرا رہا تھا تو دوسری جانب ان جلیل القدر صحابہ کے قبروں کو کھودنے کا حکم دینے کے بعد خود اس کا کیا انجام ہوگا سوچ رہا تھا۔

آخر شاہ فیصل کے حکم پر ایک مجلس شوریٰ منعقد ہوئی طئے پایا کہ دریائے دجلہ کے کچھ فاصلہ پر ایک خندق کھود کر دیکھا جائے کہ آیا اس میں پانی رس رس کر آتا ہے یا نہیں. شاہ نے فوری محکمہ تعمیرات کے ماہرین کو حکم صادر فرمایا کہ فوری عمل کر کے جلد از جلد رپورٹ پیش کریں۔ خندق گہری دریا سے کچھ فاصلہ پر کھودی گئی کسی قسم کی نمی نہیں پائی گئی محکمہ نے شاہ کے حضور میں رپورٹ پیش کردی اور شاہ فیصل مطمئن ہو گیا کہ ان بزرگوں کی مزارات میں نمی یا پانی نہیں آسکتا۔

اس تجربہ کے بعد پھر یہ جلیل القدر ہستیاں شاہ فیصل اور مفتی اعظم کے خوابوں میں برابر تشریف فرما ہو کر پھر وہی بیان فرمایا اور اپنی ہدایت پر عمل کرنے کی ہدایت دی۔ شاہ فیصل اب پریشان ہو گیا۔ وہ قبریں کھودنے کا حکم دینے کی اپنے میں ہمت نہ پاتا تھا۔ اور مفتی اعظم اپنے قدیم مشورہ پر قائم تھے۔ آخر شاہ نے مفتی اعظم سے کہا کہ اگر آپ کو میرے اور خود آپ کے خوابوں کی صداقت پر یقین ہے تو براہ کرم آپ فتویٰ صادر فرمائیں تو میں بربناء فتویٰ حکم صادر کروں گا۔ مفتی اعظم نے جو ایک قوی قلب اور یقین کامل کے حامل تھے فوری فتویٰ صادر فرما دیا کہ ان جلیل القدر صحابہ کی ہدایت پر عمل کیا جانا چاہیئے اب شاہ فیصل نے فتویٰ کی روشنی میں اپنا فرمان جاری کر دیا جس کی اشاعت عام عمل میں لائی گئی کہ ان جلیل القدر صحابہ کے مزارات یوم عید کھولے جا کر ان کے احکام کی تعمیل کی جائے گی۔ جوں ہی یہ حکم شائع اور عام ہوا مسلمانوں میں ایک دھوم مچ گئی اور ایک جوش و خروش کا عالم تھا ان مقدس صحابہ کرام

کا دیدار کرنے کی خواہش دلوں میں مچلنے لگی۔ یہ حج کے ایام تھے اور دنیا کے مسلمان ادائی فرض کے سلسلہ میں مکہ میں جمع تھے سب کی خواہش تھی کہ مزار ہائے مبارک کھولنے کے وقت وہاں موجود رہیں اور مقدس صحابہ اکرام کے دیدار سے مشرف ہوں لہذا شاہ فیصل سے اس سلسلہ میں نمائندگی اور درخواست کی گئی کہ یہ کام فرائض حج کے چند دنوں بعد انجام دیا جائے تاکہ شرکت کی سعادت حاصل ہو سکے۔ درخواست منظور ہوئی اور عید الضحیٰ کے دس دن کے بعد تاریخ کا تعین کیا گیا۔

حج اور زیارت سے فارغ ہو کر دنیائے عالم کے مسلمان سلمان پاک میں جمع ہو گئے ان کی کثرت اور چھوٹے چھوٹے خیموں کو دیکھنے کے بعد ایسا لگتا تھا کہ یہ سلمان پاک کی زمین منیٰ کی زمین بن گئی ہے۔ اور وہ سماں پیش کر رہی ہے کہ جو ایام حج میں سرزمین منیٰ پیش کرتی ہے۔ حاجیوں کے علاوہ شمع اسلام کے پروانے کئی ممالک سے یہاں آ پہونچے جن کی تعداد پانچ چھ لاکھ تک پہونچ گئی اس کے علاوہ غیر مسلم بھی کافی تعداد میں جمع ہو گئے جن میں عقیدت مند اہلِ ایمان بھی تھے اور غیر مسلم شبہات دل میں لئے مذاق کا موقعہ فراہم کرنے کی دھن میں بھی۔

زندہ معجزہ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور وہ دن آ ہی گیا۔ لاکھوں اللہ کے بندوں کے سامنے یہ مبارک و پاک قبریں کھولی گئیں۔ چوٹی کے ڈاکٹرز اور یورپ کے سائنسداں و محققین اس موقعہ پر خاص طور پر جمع ہوئے تھے سب کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب دونوں مبارک مزار کھولے گئے تو سب نے دیکھا کہ واقعی حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ کے مزار میں نمی کے مکمل اثرات پائے گئے اور حضرت حذیفتہ الیمانیؓ کی مزار مبارک میں درحقیقت پانی آ چکا تھا۔ اپنے آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھنے والے بے شمار لوگوں سے اب بھی بفضل خدا کئی بقیدِ حیات ہیں اور ایک خوش نصیب خاتون نے یہ چشم دید واقعات محترم مشتاق احمد خاں صاحب سے بیان کئے۔ اور محترم نے اس کی تفصیل لکھی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

ان دونوں مقدس صحابیوں کی لاشوں کو مزاروں سے نکالا گیا اور ایک شیشے کے تابوت میں رکھ دیا گیا اور حضرت حذیفتہ الیمانیؓ کی نعش مبارک کو شاہ فیصل مفتی اعظم عراق اور وزیر مختار جمہوریہ ترکی پرنس فاروق ولی عہد مصر اور عراقی پارلیمنٹ کے جملہ ارکان نے کاندھا دیا اور اسی طرح جابرؓ بن عبداللہ کی نعش پاک کو بھی۔

مقامِ حیرت یہ مقدس نعشیں جن کو دفن ہوئے تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا تھا جب مزار ہائے مبارک سے نکالی گئیں تو ان کا کفن بالکل نئی حالت میں پایا گیا۔

نورانی داڑھیوں کے بال عجب چمک دِکھا رہے تھے ان نعشوں کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ تیرہ سو سال قبل کی نعشیں ہیں بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان بزرگوں کو رحلت فرمائے صرف چند بلکہ دو یا تین گھنٹے سے زائد عرصہ نہیں گزرا ہے سب سے زائد قابل حیرت اور عقل کو معدوم کر دینے والی بات یہ تھی کہ دونوں صحابہ اکرام یعنی رسول پاک صلعم کے ان غلاموں کی آنکھیں بالکل کھلی ہوئی تھیں اور ان آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ ہر چند لوگوں نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی ناکام کوشش کیں لیکن کسی کی نظر اس خداداد غیر معمولی چمک کا مقابلہ نہ کر سکیں اور ماند پڑ گیئں یا آنکھیں خود بخود بند ہو گیئں۔

بہر حال یہ تابوت مکمل احترام عقیدت و جوش و خروش کے ساتھ سلمان پاک لائے گئے اور حضرت سلمان فارسیؓ کے مقبرے سے ملحق دفن کرنے کی سعادت حاصل کی گئی۔ محترم مشتاق احمد خاں وہ خوش نصیب ہیں جنھوں نے ان مزارات پر جانے اور فاتحہ پڑھنے کی نہ صرف عزت حاصل کی بلکہ ان تمام حضرات سے مل کر جو ان مقدس نعشوں کو دیکھنے اور دفن میں شریک تھے ان کے چشم دید واقعات سنے۔ ان لوگوں نے ان سے کہا یہ زندہ معجزہ جس کو رسول مقبول حبیب خدا کا معجزہ کہنا چاہیئے دیکھکر بہت سے نصرانی یہودی اسلام کے دامن میں آگئے "جب یہ شان ہو شانِ غلامانِ محمدؐ تو شانِ محمدؐ کیا کہیئے۔"

غلامانِ محمدؐ (صحابہ اکرام) کی شان حفیظ جالندھری کی زبان

یہی تھے ایک نادیدہ خدا کو ماننے والے	ہدایاتِ محمدؐ مصطفٰےؐ کو ماننے والے
خدائے واحدِ رحمٰن پہ ایمان تھا ان کا	متاعِ دل اُسی کی راہ میں قربان تھا ان کا
یقیں رکھتے تھے یہ اللہ کی شانِ جلالت پر	یہی ایمان لائے تھے محمد کی رسالت پر
یہ مسکینوں کے یاور تھے یہ مظلوموں کے حامی تھے	یہ مزدوروں میں شامل تھے یہ محکوموں کے حامی تھے
یہی تھے جو یتیموں بیکسوں پہ رحم کھاتے تھے	یہی تھے جو غلاموں کی مشقت خود اٹھاتے تھے
رضا کارانہ کرتے تھے حدودِ اللہ کی پابندی	کہ خالق کی رضامندی میں تھی ان کی رضامندی
یہ واقف ہو چکے تھے جوشِ ایمانی کی قوت سے	یہ لذت یاب تھے توحید کے درسِ اخوت سے
ضرر ہو نفع ہو۔ ہر حال میں سچ بولنے والے	زیاں ہو سود ہو کچھ ہو۔ یہ پورا تولنے والے
یہی لے دے کے دنیا میں مددگارِ محمدؐ تھے	یہی بندے مہاجر اور انصارِ محمدؐ تھے
بھری دُنیا کے اندر بس یہی تھے حق پسند و نیک	خدا نے آپ ان کو چن لیا تھا اپنے بندوں میں

سخاوت ساقیِ کوثر (صلعم) کیا کہیئے !
سخاوت غلاماں سن لیجئے !!

سخاوت صدیق اکبرؓ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ایک مالدار تاجر تھے۔ جس طرح اسلام لانے میں
کو فوقیت و افضلیت حاصل ہے اسی طرح راہ خدا میں دولت لٹانے
آپ کو خصوصی شرف حاصل ہے۔ مشرف اسلام ہوتے وقت آپ کا شمار متمول تاجروں میں تھا لیکن
نے تمام دولت اسلام کے لئے اور اللہ اور اس کے رسول صلعم کی خوشنودی کی خاطر بے دریغ لٹا
ہجرت کے وقت آپ کے پاس صرف ڈیڑھ ہزار درہم بچ رہے تھے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ آپ کے
نہ رہا آپ کی سخاوت کی دھوم آسمانوں میں مچ گئی واقعہ اسطرح ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل رسو
صلعم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ جبرئیلؑ امین ایک کمبل سے اپنے جسم کو چھپائے ا
کو ببول کے کانٹوں سے گویا سی لیا ہے۔ رسول خدا صلعم نے دریافت فرمایا "اے جبرئیل! آج تم نے
کیا لباس اختیار کیا ہے" جبرئیلؑ امین نے جواب دیا "اے اللہ کے رسولؐ! درود و سلام ہو آ
آج میں تنہا نہیں تمام ملائک اسی لباس میں ہیں آپ کے رفیق ابوبکرؓ نے گھر میں جو کچھ تھا وہ سب
خدا میں دے دیا حتیٰ کہ جسم کے کپڑے تک اللہ کی راہ میں خیرات کر کے صرف ایک کمبل سے اپنے جسم
رکھا ہے اور ببول کے کانٹے ٹانکیں پر لگا رکھے ہیں کہ کمبل جسم پر رہ سکے اللہ پاک کو یہ سخاوت اِ
گئی اور رحمتِ الٰہی ایسی جوش میں آئی کہ تمام ملائک کو حکم ہوا کہ اے فرشتو! تم سب یہی
ابوبکرؓ کا اختیار کرلو جو میری راہ میں سب کچھ لٹا کے میرے ابوبکرؓ نے اختیار کیا ہے اور پیارے
صلعم اللہ نے ابوبکرؓ کو سلام کہا ہے اور دریافت فرمایا ہے کہ آیا وہ اس حال میں بھی مجھ
ہیں۔ جب رسول خدا صلعم نے صدیق اکبرؓ کو جبرئیل کی آمد اور فرشتوں کے لباس اور اللہ پاک
سوال سے مطلع فرماکر جواب چاہا تو صدیق اکبرؓ زار و قطار رونے لگے اور عرض کی کہ میری یہ مجا
اپنے مالک اپنے معبود سے خوش نہ رہوں۔ اے رسول اللہ صلعم یہ سب کچھ آپ کے طفیل ہ
ہیں سب کچھ لٹا کے صدیقؓ کی زبان پر بس یہی تھا۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس ؛ صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

علامہ حسام الدین فاضل نے اس واقعہ کو یوں منظوم فرمایا ہے۔

داخلِ گلشنِ اسلام ہوئے جب صدیق رضؓ ق گلِ توحید ملا کفر کا نکلا کانٹا
آپ کی ملک میں دینار تھے چالیس ہزار آیا اسلام ہوا نظروں میں پیسا کانٹا
آپ کی جود و سخا، بذل و عطا حق علی بخل تھا آپ کے نزدیک کھٹکتا کانٹا
اِک دن خرچ کیا، راہِ خدا میں سب مال نہ تھی گنڈی تو کملی میں لگایا کانٹا
کملی پہنے ہوئے دربارِ نبی میں آئے دیکھا شہ نے بھی، جو کملی میں لگا تھا کانٹا
اتنے میں حاضرِ خدمت ہوئے جبریلِ امیں وہ بھی پہنے ہوئے کملی تھے لگا تھا کانٹا
پوچھا جبریلؑ سے سرکار نے، بھائی جبریل کملی کیوں پہنے ہو، کیوں اس کو لگایا کانٹا
عرض کی صرف مجھی پر نہیں موقوف حضور آج ہے عالمِ بالا میں تماشا کانٹا
پہنا ہر ایک فرشتے نے ہے کملی کا لباس بدلے گنڈی کے، ہر اک نے ہے لگایا کانٹا
کیونکہ اللہ کی خاطر سے لٹا کر سب مال پہنا صدیقؓ نے کملی ہے لگایا کانٹا
حق تعالیٰ نے کہا میرے فرشتو! دیکھو لٹ کے صدیقؓ نے میرے لئے پایا کانٹا
اسکی خاطر سے رہے آج یہی سب کا لباس تا وہ خوش ہو کہ گیا عالمِ بالا کانٹا
حق نے پوچھا ہے کہ صدیق! تو خوش ہے کہ نہیں کہیں کانٹا سا تو کھٹکا نہیں ترا کانٹا
کہا ابوبکرؓ نے رو کر یہ قدرت، نہ مجال میرے رب سے کرے ناراض یہ ادنا کانٹا
میں ہوں راضی میرے رب سے، میں ہوں راضی میرے رب سے اب میرے حق میں ہوا پھولوں کا گہنا کانٹا

اللہ اکبر! جب شان سخاوت صدیق رضؓ یہ ہو تو شان سخاوت ساقی کوثر کیا کہیئے!

سخاوت عمر رضؓ

حضرت عمر رضؓ کی زندگی کیا تھی؟ آپ کی زندگی نام تھا غریب غربا، ضعیفوں کی اللہ کی خوشنودی کیلئے خدمت کا، ایک مرتبہ قحط پڑا آپ غلہ گھر گھر کوچہ کوچہ تقسیم کرواتے اور خود کرتے جب کوئی چیز بھوک کی شدت میں تھوڑی سی کھاتے تو گھبرا جاتے کہ نہیں معلوم رعایا میں کون بھوکا ہے ایک مرتبہ آپ نے فرزند کو کھیر کھاتے دیکھا خفا ہوئے فرمایا مانا کہ یہ تو محنت کی کمائی سے کھا رہا ہے مگر اے بدبخت قوم کا بھی تیری محنت میں حصہ ہے قوم فاقہ سے گزر رہی ہے تو لطف اندوز ہو رہا ہے آپ کے فرزند نے کھیر ایک فاقہ کش کو دیدی اور باپ بیٹے بھوکے سو رہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضؓ کی خیرات اور غریبوں کی مدد کا خود اپنے جیب سے یہ حال تھا کہ بوقت وفات آپ (۸۰) اسی ہزار کے قرضدار تھے راہ کی راہ میں دے دے کر بعد وفات آپ کا ذاتی مکان

فروخت کر کے قرضہ ادا کیا گیا۔

جب سخاوت فاروقؓ یہ ہو تو سخاوت ساقی کوثرؓ کیا کہیئے!

سخاوت عثمان غنیؓ

ایک مرتبہ ایک حاجت مند دربارِ رسالت مآب صلعم میں حاضر ہوا اعرض کی۔ حکم ہوا کہ عثمانؓ کے پاس جاؤ۔ وہ شخص عثمان غنی کے درو پہونچا ہی تھا کہ حضرت عثمانؓ کی آواز آئی بیوی کو ڈانٹ رہے ہیں۔ اس قدر چراغ کو تیز کر دیا ضائع ہو رہا ہے آپ کی یہ آواز سنتے ہی وہ شخص پلٹ گیا کہ جب بخل کا یہ انداز ہے تو امد توقع؟ دوسرے روز دربارِ نبوتؐ میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا مکرر فرمان عالی ہوا "عثم پاس جاؤ" بہ تعمیل حکم وہ پھر عثمان غنیؓ کے دروازہ پر آیا ہی تھا کہ اس نے حضرت کی آواز سنی کہ فرما رہے ہیں "سالن میں پانی کیوں کم ملایا۔ برکت کیسے ہو" وہ شخص گھبرا کر پھر واپس پھر دربارِ عالیشان مصطفویؐ صلعم میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ اب قطعی فرمان صادر ہوا "ا عثمان کے پاس جا" حکم قطعی کے بعد بہ تعمیل حکم وہ ڈرتے ڈرتے درِ دولت عثمانِ غنیؓ پر ہ اور اب کی بار ملاقات کی عثمانِ غنیؓ نے حالات سنے اور معذرت خواہی کی کہ اس وقت خاطر خواہ امداد نہیں دے سکتا۔ تم کل فلاں مقام پر فلاں وقت آجاؤ میں وہاں رہوں گا۔ کا قافلہ مال لئے آرہا ہے۔ دوسرے روز وہ شخص حسب ہدایت وقت مقررہ پر وہاں پہو حضرت پہلے ہی سے وہاں موجود تھے کچھ ہی انتظار بعد ایک قافلہ اونٹوں پر مال تجارت لد۔ آگیا۔ حکم عثمانِ غنیؓ پہلے اونٹ کے شتربان کو ہوا اس پہلے اونٹ کی مہار اس شخص کے حوا اور تم اتر جاؤ۔ حسب الحکم مال سے لدے اونٹ کی نکیل اس شخص کے ہاتھ میں شتربان نے گویا اب یہ شخص اس اونٹ کا معہ سامان مالک تھا وہ شخص محوِ حیرت ہو گیا اور اونٹ ک اس کا رخ بدل کے اپنے گھر کی طرف جانے لگا دوسرے تمام اونٹوں نے پہلے اونٹ کا رخ ا اور اس کے پیچھے جانے لگے شتربانوں نے روکنے کی کوشش کی ہی تھی کہ آواز عثمان غنیؓ ؤ گونجی "اے شتربانوں! خدارا یہ کام نہ کرو وہ سب اللہ کی راہ میں جانا چاہتے ہیں انھیں جا۔ وہ شخص جو کچھ دیر پہلے محتاج تھا ایک ہی لمحہ میں دولت مند کی تعریف میں آگیا اب وہ تما اور سامان کا مالک تھا ـــــ جب سخاوت عثمان غنیؓ یہ ہو تو سخاوتِ ساقیِ کوثر کیا کہیئے

سخاوت شیر خداؓ معہ خاندان و کنیز

فقر کے شہنشاہ حضرت علیؓ کے گھر میں آج سے فاقہ ہے حضرت علیؓ مزدوری کر کے مزد

پیسوں سے جو " خرید کر لاتے اور خاتون جنت سیدۃ النساءؓ کے حوالے فرماتے ہیں۔ دو عالم کے آقا کی صاحبزادی اپنے دستِ مبارک سے چکی میں جو پیس کر پانچ روٹیاں پکاتی ہیں ۔ (۱) ایک حضرت علیؓ کے لئے ۔ (۲) خود اپنی ذات مبارک کیلئے (۳) شہزادہ حسنؓ کے لئے (۴) شہزادہ حسینؓ کے لئے (۵) باندی کے لئے

دن بھر کا فاقہ ہے اپنی اپنی روٹی سامنے رکھے کھانے ہاتھ بڑھا ہی رہے ہیں کہ ایک فقیر دروازہ پر آکر آواز دے رہا ہے " اللہ خیر و برکت دے " یہ اسوقت کے مانگنے کا انداز تھا یہ آواز سن کر اہل خیر جو دینا ہو دے دیا کرتے تھے اگر دینا نہ ہو تو جواب دیتے کہ اللہ تجھے بھی برکت دے ۔ فقیر مطلب سمجھ لوٹ جاتا جوں ہی فقیر نے آواز دی حضرت علیؓ اٹھے اور اپنی روٹی اللہ کی راہ میں دے دی سیدۃ النساءؓ نے اپنی روٹی بھی فقیر کو بھجوادی جب کم سن شہزادوں نے ماں باپ کی سخاوت اور راہ خدا میں دینے کا یہ انداز دیکھا اپنی اپنی روٹیاں بھی فقیر کے حوالے کردیں ۔ جب باندی نے سخاوت کے یہ نظارے دیکھے تو قدموں کے فیض نے اسے بھی بہت اونچا اٹھا دیا تھا اس نے بھی اپنی روٹی اللہ کی راہ میں فقیر کو دیدی ۔ سب کے سب نے پانی پی کر شب کا بڑا حصہ یاد الٰہی میں گزار دیا ۔ صبح ہوئی اللہ کا شیرؓ دوسرا فاقہ لئے یہودی کے باغ میں کھجوروں کے باغ کو پانی باؤلی سے نکال کر ڈالنے کی مزدوری کے کام میں مصروف ہے شام پھر اس مزدوری سے " جو " خریدے اور خاتون جنت نے اپنے دست مبارک سے چکی سے پیس حسب سابق پانچ روٹیاں پکائیں اور سامنے رکھے کھانے کا ہر ایک نے ارادہ ہی کیا تھا کہ فقیر نے پھر وہی آواز لگائی حضرت علیؓ فقیر کے شہنشاہ اٹھے اور راہ خدا میں اپنی روٹی دوسرا فاقہ گذارنے کے باوجود دیدی ۔ پھر سیدۃ النساء پھر دونوں شہزادوں نے یہاں تک کہ گھر کی باندی نے بھی راہ خدا میں دیدی ۔ دوسرے فاقہ پر بھی شکایت نہیں لبوں پر تبسم ہے ـــ آج تیسرا فاقہ ہے اور اللہ کا شیر مستقل مزاجی کے جوہر دکھاتے مصروف مزدوری ہے پھر بعد ختم مزدوری " جو " لائے جاتے ہیں مبارک ہاتھ اسے پیستے ہیں پانچ روٹیاں پکائی جاتی ہیں روٹیاں سامنے آتی ہیں پھر اسی وقت آواز گھر کے دروازے پر فقیر کی سنائی دیتی ہے ۔ اللہ اکبر ! اللہ کا شیر آج تیسرے فاقہ پر بھی تھکا نہیں ہے خندہ پیشانی اور تبسم ریزی کے ساتھ ہاتھ راہِ خدا میں فقیر کو روٹی دینے بڑھ ہی گئے اور زبان پر شکر باری تعالیٰ ہے پھر اللہ کی راہ میں خیرات و سخاوت کیلئے خاتون جنت کا ہاتھ اٹھا پھر معصوم شہزادوں نے ہنسی خوشی اللہ کی راہ میں فقیر کو روٹی دے کر مسکراہٹ کو اپنے مبارک لبوں پر آنے کا شرف بخشا بلند مقامات کی حامل اور اعلیٰ قدموں میں رہنے والی باندی نے تک روٹی راہ خدا میں دیدی سب کے سب تیسرے فاقہ سے بھی بے تاب نہیں مضطرب نہیں بلکہ اللہ کی اس آزمائش پر

پورے اترنے پر شکر گزار ہیں اور ادھر حضرت علیؓ سجدہ شکر میں ہیں اور ادھر خاتون جنت زہرہؓ ہیں اور معصوم شہزادے بھی ماں باپ کے ساتھ سجدہ شکر بجا لا رہے ہیں حتیٰ کہ کھڑکی یا تک بھی ـــ اللہ پاک کا امتحان شاید ختم ہو چکا دروازے پر کھٹکا ہوا کوئی حصہ لئے کھڑا ہے ـــ خدا جانے کون ہے کوئی انسان ہی ہے یا انسان کی صورت میں فرشتہ اسطرح اللہ نے ان پاک ہستیوں کے تیسرے فاقہ کو ختم فرمایا ـــ

سخاوت خاندان محمدیہؐ ہو تو سخاوت ساقی کوثر کیا کہیئے !!

ترانہ غلامان محمدؐ بہ زبان علامہ اقبالؒ

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا ؛ مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے ؛ آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا ؛ ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں ؛ خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری ؛ تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم ؛ سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
اے گلستان اندلس وہ دن ہیں یاد تجھ کو ؛ تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موج دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو ؛ اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا
اے ارض پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم ؛ ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا ؛ اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا
اقبال کا ترانہ بانگ درا ہے گویا ؛ ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

• ایک اطلاع •

مصنف کی تحریر کردہ "مسلمانوں کے زوال کے اسباب علامہ اقبال کی نظر میں" اور ترقی کیلئے علامہ اقبال کے نسخہ ہائے شفائیہ ہائے صفحہ آخر سے نہایت ہی معمولی ہدیوں پر طلب فرما کے قوم کے دیدہ ور علامہ اقبال سے بغرض ترقی استفادہ فرمائیے ـــ

از محمد جمیل الدین صدیقی

شجاعت احمد مرسل صلعم کیا کہیئے !
شجاعت غلاماں سن لیجیئے !!

جنگ یرموک شجاعت غلامان محمدؐ و خالد جانباز

خالدؓ بن ولید ایک جلیل القدر صحابی اور شمع محمدیؐ کے پروانوں میں سے ایک قابل فخر پروانے اور غلامان محمدؐ میں سے ایک مایہ ناز غلام ہیں جنھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کے وہ کار ہائے نمایاں دکھائے کہ اللہ کے رسول کی زبان سے سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا خطاب حاصل فرمایا۔ فتوحات اسلامی میں حضرت خالدؓ بن ولید کا نام اور کارنامے تا قیامت ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کی شجاعت و بہادری کا آفتاب تواریخ اسلام کے صفحات کو ہمیشہ جگمگاتا، درخشاں و تاباں رکھے گا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے عیسائیوں کے بڑے بڑے طاقتور لشکروں کو نیچا دکھایا اور اسلامی فتوحات کا دائرہ ناقابل قیاس حد تک وسیع سے وسیع تر فرما دیا۔

جنگ یرموک عیسائیوں کے طاقتور شہنشاہ ہرقل سے مسلسل جنگوں اور حضرت خالدؓ بن ولید کے ہرقل کی وسیع سلطنت پر یکے بعد دیگرے فتوحات اور آپ کی بہادری شجاعت اور درخشاں کامیابیوں کی مسلسل زنجیر کی ایک کڑی ہے یہ جنگ دریائے یرموک علاقہ جولان قصبہ سواد اور اقساد کے قریب ماہ رجب ۱۳ھ ہجری میں اسقدر غضبناک انداز میں لڑی گئی کہ غلاماں محمدؐ نے اب تک جس قدر معرکے سر کیئے تھے ان سب معرکہ آرائیوں میں یہ معرکہ بڑا سخت تھا یوروپ کے بہادر ترین فوجی جنرلز قناطر[1]۔ جرجین[2]۔ سرنش[3]۔ دریجان[4] جن کے تجربہ بہادری شجاعت اور مہارت جنگ کے ڈنکے بج رہے تھے میدان جنگ میں ایک مقام پر مسلمانوں کے مقابل آچکے تھے اور ہر ایک جنرل کے پاس ایک ایک لاکھ فوج تھی یعنی چاروں کے پاس جملہ چار لاکھ۔ پھر ان سب کا سپہ سالار اعظم روم کا باہان تھا جس نے بیس بیس ہزار کے بیس صفیں قائم کیں تھیں جو مندرجہ بالا چار لاکھ کے علاوہ تھیں۔ شہنشاہ روم ہرقل کا بھائی فوجوں کے حوصلے بلند رکھنے میدان جنگ میں تھا اور خود شہنشاہ ہرقل صرف چند منزل پیچھے ہر وقت ضروری مدد روانہ کرنے اور فوج کی ہمتوں کو شباب پر رکھنے خیمہ زن تھا۔ چالیس ہزار رومی عیسائی سپاہیوں نے خود بیڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال لیں تھیں کہ میدان جنگ سے بھاگ ہی نہ سکیں اور مسلمانوں کا صفایا کیئے بغیر دم ہی نہ

لیں اور چالیس ہزار نے عماموں اور دستاروں سے باہمی ارتباط کو مضبوط کر لیا تھا کہ ان کے لئے بھی بھاگنا ممکن ہی نہ ہو اور مسلمانوں کو مٹا کر ہی میدان جنگ سے ہٹیں۔ رومی فوج میں تیر اندازی اور نشانہ میں کمال رکھنے والے اسّی ہزار تیر انداز تھے۔ خندق اور مورچوں پر بھی بہادر اور تربیت یافتہ علیحدہ فوج کو متعین کیا گیا تھا۔ ہر ٹکڑی کے ساتھ پادری انجیل کو ہاتھ میں لئے فوج کو جوش دلا رہے تھے سامان حرب میگزین انبار در انبار تھے سامان رسد زر و دولت کا اندازہ یہ وقت واحد ممکن ہی نہ تھا۔

عیسائیوں کی قوت کا حال تو آپ نے پڑھ لیا۔ اب مسلمانوں کی تعداد بھی قابل غور ہے اللہ کے پیارے غلامان محمدؐ کی تعداد صرف ۳۹ ہزار تھی ان میں ایک ہزار صحابی اور ایک سو وہ اصحاب تھے جو جنگ بدر میں شریک ہو کر خدا کی خوشنودی کی سند لے چکے تھے بس یہ تعداد تھی اور مقابلہ لاکھوں سے تھا سامان حرب دشمنوں کے مقابلہ تقریباً نہیں کے مساوی تھا مگر ایمانی حرارت نے سینوں کو گرما رکھا تھا اور ہاتھوں میں برق کی سی قوت عطا کر دی تھی۔

مندرجہ بالا حالات میں قیامت خیز جنگ کا آغاز ہوا۔ خالد جانبازؓ نے اولاً اپنے ساتھ چھ ہزار سوار لیکر مخالف فوج پر ہلہ بول دیا۔ یہ سیف اللہ کا حملہ تھا۔ حملے پر حملے یہ وہ حملے تھے جو طوفانوں کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ قبل از قیامت قیامت بپا کر دینے والے حملے تھے عیسائیوں نے بلاشبہ اپنی بہادری اور استقلال کے جوہر دکھائے اور خالدؓ جانباز اور ان کے ساتھیوں کے حملوں کی قوت توڑ دینے کی ممکنہ کوشش کیں مگر اللہ کی تلوار کو توڑ دینا تو درکنار روک دینا تک دشمنان خدا کی زبردست قوت کیلئے ممکن نہ رہا تھا۔ خالدؓ جانباز کے انداز جنگ آپ کی چستی چالاکی نے اس قدر بڑی عظیم و طاقتور فوج کے حواس باختہ کر دیئے تھے آپ جدھر جاتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے خود رومی محسوس کر رہے تھے کہ ان کی فوج گویا خالدؓ جانباز کے سامنے بھیڑوں کے گلہ کی حیثیت کی حامل ہو گئی ہے۔ مختصر یہ کہ رومیوں نے ہر ممکنہ زور لگا لیا ادھر خالد رضی اللہ عنہ نے کل اپنی فوج سواروں کو لے کر اب اس انداز اور چستی اور بجلی کی سی تیزی سے عیسائیوں پر حملہ کیا اور ایسی دانشمندی اور جنگی تدبر و لیاقت سے لڑائی کا نقشہ ڈالا اور ایسا انوکھا ڈھنگ معرکہ کا نکالا کہ دشمنوں کے سواروں اور پیادوں کو اولاً ایک دوسرے سے جدا کر کے رکھ دیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے حملوں کے ذریعہ دشمنوں کی صف بندی کو توڑ کر رکھ دیا اور پھر انھیں سنبھلنے اور صف آراء ہونے کیلئے ایک لمحہ کا موقعہ بھی نہ دیا۔ آخر دشمن کی فوج کی تنظیم

نہ گفتہ بہ ہو گئی اور وہ منتشر اور افراتفری کی حالت میں آ چکے تھے غلامان محمدؐ کی تیغ زنی سے گھبرا گئے۔ خالدؓ بن ولید روم کے سپہ سالار اعظم باہان کے خیمے تک جو ایک بلند اور محفوظ جگہ نصب کیا گیا تھا عیسائی فوج کو دباتے کاٹتے برق کی مثال بنے مع اپنے ساتھیوں کے جا پہنچے باہان بھاگ کر سر دست تو قیدی بننے سے بچ گیا لیکن بعد میں دمشق کے قریب ایک مسلمان کے ہاتھ سے بحالت گمنامی قتل ہوا۔ اب میدان تو اس کے بھاگتے ہی خالد جانباز اور غلامان جانباز محمدؐ کے ہاتھ تھا کروڑوں کا مال غنیمت مسلمانوں کے قدموں میں تھا۔ چنانچہ خمس نکالنے کے بعد مسلمان ایک سوار کو چوبیس چوبیس ہزار مثقال اور ہر ایک پیادہ کو آٹھ ہزار مثقال سونا حصہ میں آیا۔ چاندی اور دیگر مال و اسباب و اسلحہ جات سامان جنگ اس کے علاوہ تھے۔ مسلمان اس لڑائی میں تین تا چار ہزار شہید ہوئے صرف دشمنان خدا کے تیروں سے سات سو مسلمانوں کی آنکھیں ہی ضائع ہو گئیں اور عیسائی ستر ہزار اس جنگ میں قتل ہوئے اور بھاگتے ہوئے ہزاروں دریا میں ڈوب مرے اور چالیس ہزار عیسائی قیدی بنا لئے گئے۔

شجاعت غلامان محمد یہ ہو تو شجاعت بانی اسلام کیا کہیئے!

ایثار شافئ محشر کیا کہیئے!
ایثار غلامان ادنی اسن لیجئے!!

جنگ یرموک کا بہت ہی مختصر و اختصار کیساتھ غلامان محمدؐ کی شجاعت کا حال بیان کیا جا چکا ہے۔ اسی جنگ میں غلامان محمدؐ کے بوقت نزع ایثار کا حال بھی سن لیجئے یہ ایثار آج مسلمانوں میں پیدا ہو جائے تو پھر مسلمان فاتح دنیا اور حکمران عالم ہو رہنے میں کیوں تنکا شبہ کر سکتا ہے۔ مجاہدین اسلام میں حارثؓ بن ہشام نے اپنی شمشیر جوہر دار سے بے حساب دشمنان خدا کے سر کاٹے آخر زخموں سے چور ہو کر میدان جنگ میں گر پڑے اور قریب ہی عکرمہؓ اپنی شمشیر جوہر دار کے جوہر دکھانے اور ان گنت دشمنان خدا کو واصل جہنم کرنے کے بعد زخموں کی شدت سے گر پڑے ہیں تو تیسری جانب عباسؓ بن ابی ربیعہ بھی دشمنان خدا کے کشتوں کے کشتے لگانے کے بعد اسی عالم میں زمین پر گر گئے ہیں تینوں پر عالم نزع طاری ہے نزع کی پیاس کی شدت مشہور ہے حارث بن ہشام کی زبان سے نکلا " پانی " ایک مسلمان خاتون جو زخمیوں کو پانی

از محمد جمیل الدین صدیقی

پلانے کی خدمت انجام دے رہی ہے آواز سنکر پانی لئے بھاگتی اور پکارتی ہے یا اخی ارے میرے بھائی پانی حاضر ہے ۔ حارث بن ہشام پانی پینے کا ارادہ کرتے ہیں عکرمہ بھی جو جاں بلب ہیں کی آواز انھیں سنائی دیتی ہے کہ "پانی" ۔ فوری حارث اشارہ کرتے ہیں ۔ پہلے پانی عکرمہ کو پلایا جائے ۔ خاتون پانی لئے عکرمہ کے پاس جاتی ہے پانی منہ تک نہیں جانے پاتا کہ عکرمہ قریب پڑے عباس بن ابی ربیعہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ پانی کو دیکھ رہے ہیں مگر پانی کھینچنے کی بھی قوت نہیں رکھتے عکرمہ فوری پانی ان کے پاس لیجانے اشارہ کرتے ہیں خاتون ان تک پہنچتی ہے تو اس عرصہ میں وہ اللہ سے جاملتے ہیں جب پلٹ کر عکرمہ کے پاس جاتی ہے تو انھیں اللہ کے دربار میں پہنچا ہوا دیکھتی ہے جلدی سے حارث بن ہشام کے پاس پانی لئے جاتی ہے تو انھیں بھی واصل بحق پاتی ہے بہر حال تینوں نے کبھی یہ گوارا نہ کیا کہ پانی پیتے ہیں اپنے بھائی کو چھوڑ کر سبقت کرے تینوں نے بلا پانی جام شہادت نوش کرلیا ۔ یہ تعلیم اسلام اور رسول صلعم برحق کی تربیت کا فیض تھا کہ مسلمانوں کو ایثار کی اس منزل اعلیٰ پر فائز کیا تھا جسکی نظر دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کرسکی اور نہ کرسکتی ہے ۔

جب ایثار غلاماں محمد یہ ہو تو ایثار ساقیٔ محشر کیا کہیئے !

محبت غلاماں یہ ہو تو
محبتِ شافیٔ محشر کیا کہیئے !

(جنگ یرموک کا ایک واقعہ)

(از علامہ اقبال)

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروس زمین شام

اِک نوجوان صورتِ سیماب مضطرب
آکر ہوا امیر عساکر سے ہم کلام

اے بوعبیدہ رخصتِ پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکوں کا جام

بیتاب ہو رہا ہوں فراقِ رسول میں
اِک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہوں میں حضورِ رسالت پناہ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پُرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفت تیغ بے نیام

بولا امیر فوج کہ وہ نوجواں ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد !
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام

پہنچے جو بارگاہِ رسولِؐ امیں میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضورؐ نے

غلامانِ محمدؐ نے جب دکھائی یہ جمہوریت کی شان!
تو اندازِ حکمرانیٔ محمدؐ کیا کہئے!!

حضرت عمرؓ خلافت یعنی جمہوریت کے جلیل القدر یا اقتدار کی چوٹی کے عہدہ پر فائز ہونے کے قبل تجارت فرماتے تھے۔ جب بائیس جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد مسند خلافت کو اپنے پُر انوار قدموں سے رونق بخشی تو آپ کے پاس تجارت کے کاروبار انجام دینے وقت ہی نہ رہا۔ یہ جلیل القدر جمہوری طرز حکومت کا حامل شہنشاہ جس کو سب امیر المومنین پکارتے تھے اپنے تجارت کے بند ہوجانے سے مالی اعتبار سے بے بس ہوگیا جس کے قدموں کو قیصر وکسریٰ کے خزانے چوم رہے تھے اور قوم کا بیت المال جس کے عہد حکومت میں اپنے شباب پر تھا اپنی اور اپنے خاندان کی گزر اوقات کے لئے مجبور نظر آنے لگا۔

سربراہ حکومت کیلئے قلیل ترین وظیفہ

بعد تکمیل فرائض خلافت کاروبار تجارت کے لئے وقت نہ پاکر جلیل القدر شہنشاہ و خلیفہ وقت نے صحابہ یعنی عوام کے نمائندوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے حالات اس طرح پیش کئے۔

" آپ سب حضرات واقف اور گواہ ہیں کہ جب خلافت کا بوجھ میرے کندھوں پر نہ تھا میں تجارت کیا کرتا تھا آپ حضرات اس بات کے بھی شاہد ہیں کہ امور سلطنت کی انجام دہی کے بعد میرے پاس وقت نہیں ہے کہ کاروبار تجارت انجام دوں۔ کاروبار تجارت انجام دیتا ہوں تو خلافت کے امور کی انجام دہی میں کوتاہی ہوتی ہے بیت المال جو خزانہ عوام ہے اسمیں سے کچھ لیتا ہوں تو قوم اور خدا کے سامنے مجرم و خائن ٹھہرتا ہوں۔"

جلیل القدر فاروقؓ وہ شہنشاہ وقت جن کے نام سے قیصر وکسریٰ کے عالیشان دربار لرزہ براندام ہوجاتے تھے آج اپنی گزر اوقات کے لئے عوام کے جلیل القدر نمائندوں کے سامنے

اپنی بے بسی اور مجبوری کا اظہار کرکے طالب مشورہ اور ان کے حکم کا محتاج تھا۔ سب کی متفقہ آواز تھی " ہاں امیر المؤمنین! بیشک آپ سچ کہتے ہیں کہ بہ وقتِ واحد دو امور انجام نہیں دے سکتے ہم عوام کی جانب سے اجازت دیتے ہیں کہ آپ قومی خزانہ یعنی بیت المال سے اپنی گزر اوقات کے لئے وظیفہ مقرر فرمالیں۔

اب پوری قوم کو اپنی مرضی سے وظائف مقرر کرنے والا قوم سے اجازت مل جانے پر بھی ان کے سامنے دوسرا سوال بغرض تصفیہ رکھ رہا ہے کہ " آپ ہی حضرات مشورہ دیجئے کہ مجھے کس قدر رقم بیت المال سے بطور وظیفہ لینی چاہیئے "

ہر باپ جس گھر میں اپنی بیٹی دیتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیٹی خوشحال رہے دولت اس کے قدموں پر لوٹتی رہے۔ حضرت علی شیر خداؓ کی دختر نیک اختر جو خاتون جنت کے بطن مبارک سے تھیں یعنی حضرت بی بی ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں گویا ملکہ ملک سلطنت۔ حضرت عمرؓ کے سوال پر حضرت علیؓ جن کا قلب بیٹی کی محبت سے زیادہ قوم و ملک اور اس سے زائد اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت سے لبریز ہے کی آواز بلند ہوتی ہے۔ اے عمرؓ! صرف اس قدر وظیفہ اپنے لئے عوام کے خزانہ سے مقرر کرلو کہ معمولی درجہ کی خوراک و لباس تمہارے اور تمہاری بی بی بچوں کے لئے میسر آسکے "۔ حضرت علیؓ کی آواز کے سامنے سب خاموش ہیں کوئی اور آواز نہیں اٹھتی گویا شہنشاہ کے لئے یہ فیصلہ قطعی ہے جو بغیر چوں و چرا شہنشاہ کو منظور رہے۔

شہنشاہ ہمہ تن ہمہ وقت رعایا کی خدمت میں مصروف ہے اور وظیفہ اس قدر قلیل ہے کہ شہنشاہ کے کپڑے پھٹ جاتے ہیں تو پیوند پر پیوند لگائے جارہے ہیں۔ ملکہ سلطنت اپنی پیوند زدہ چادر پیش کرکے نئی چادر کی فرمائش کرتی ہے تو ارشاد ہوتا ہے " تم بھول رہی ہو کہ تم ایک شہنشاہ یا حاکم و حکمراں کی بیوی نہیں بلکہ صرف ایک خادم قوم کی بیوی ہو کیا سب کچھ دنیا ہی میں لے لینا چاہتی ہو یا آخرت میں بھی کچھ لینے کی خواہاں ہو۔ ملکہ سلطنت کانپ جاتی اور جواب دیتی ہے " اے امیر المؤمنین! مجھے آخرت میں لینا بہت پسند ہے "۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں " اس چادر میں اور پیوند ڈال لو اور قومی دولت سے اپنی نظریں ہٹالو۔ حضرت عمرؓ کا یہ عمل خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ کے بالکل نقش قدم پر تھا۔

مجلس شوریٰ

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مہاجرین اور انصار کی مجلس شوریٰ

قائم کی تھی۔ تمام اہم امور میں مشورہ کے بعد احکام جاری فرماتے تھے یہی طریقہ حضرت عمرؓ فاروق اعظم کا بھی رہا۔

جمہوری حکمراں کا رویہ اپنے رشتہ داروں سے

ایک مرتبہ خلیفہ وقت کے ایک قریبی رشتہ دار دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی ضروریات بتلا کر بیت المال سے کچھ مانگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم بیت المال کے روپیہ کے اپنے آپ کو اسلئے مستحق سمجھ بیٹھے کہ تم میرے قریبی عزیز ہو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کے سامنے روز قیامت میں خائن بن کر پیش کیا جاؤں! خلیفہ نے اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے عزیز کی ضرورت پوری کر دی اور کہا کہ "بحیثیت رشتہ دار و عزیز تمہارا حق مجھ پر ہے عوام کے خزانے پر نہیں۔ اس مقام پر یہ ذکر کیا جائے تو بے محل نہ ہوگا کہ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں آپ کے حقیقی بھائی عقیلؓ نے بھی بیت المال سے کچھ مانگا تھا تو آپ نے بھی ایسا ہی جواب دیا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت حفصہؓ ام المومنین حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضور اکرم صلعم کی زوجہ مطہرہ کو یہ خبر ملی کہ مال غنیمت آیا ہے تو فوراً اپنے والد ماجد حضرت عمرؓ کے دربار میں حاضر ہو گئیں اور فرمایا "اے میرے باپ امیر المومنین! میں ذی القربیٰ میں سے ہوں لہذا مال غنیمت میں سے مجھے بھی عنایت فرمایا جائے۔ با اقتدار حکمراں وقت اور شفیق باپ کی زبان سے نکلا۔ افسوس اے لخت جگر! تم نے اپنے باپ کو دھوکہ دینا چاہا۔ تمہارا حق بحیثیت دختر صرف میرے مال میں ہے قوم کے مال میں نہیں" آپ کی دختر خفیف ہو کر واپس ہو گئیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ کی ایک عادت تھی کہ جو حکم عوام کے لئے نافذ کرنا چاہتے تھے اس کا نفاذ اپنے گھر والوں اور عزیزوں پر پہلے کرتے اور سب کو جمع کر کے فرماتے میں فلاں کام سے قوم کو منع کرنا چاہتا ہوں۔ سب کی نظریں اس وقت تم لوگوں پر رہیں گی پہلے تم پابند ہو جاؤ تو قوم کے لئے احکام جاری کروں گا۔ خدا کی قسم اگر تو نے یہ کام کیا تو سخت سزا دوں گا رشتہ داری حائل نہ ہوگی۔

جلیل القدر شہنشاہ بوقت انتقال قرضدار

ایک عظیم سلطنت جو روم کسریٰ و ایران وغیرہ کے بغلوں میں دبائی ہوئی تھی کا مقتدر شہنشاہ جو خلیفہ یا امیر المومنین کہلاتا تھا ایک کوڑی بھی تا دم زیست

اپنے پاس نہ رکھتا تھا اور بوقت رحلت (۸۰) ہزار کا قرضدار تھا - یہہ قرضہ اپنے یا اپنے اہل عیال کے آرام کی خاطر نہیں بلکہ مساکین و فقراء اور اپنے عزیزوں کی مدد و رفع حاجات یا قومی کاموں پر خرچ کرکے کیا گیا تھا اور یہہ قرضہ آپ کی وفات کے بعد آپ کا سکونت کا مکان ذاتی واقع مدینہ منورہ فروخت کرکے ادا کیا گیا جب کہ سادگی اور زاہدانہ طرز زندگی کا یہہ حال تھا کہ کرتہ میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے اور ایک پیوند تو چمڑہ کا تھا۔

عوام کی آزادی

حضرت امیر المومنین عمرؓ تند مزاجی کی وجہ سے قبل از اسلام بالخصوص اور قبل از خلافت بالعموم مشہور تھے۔ مگر بعد از اسلام یہہ حال ہو گیا تھا کہ آپ کی تند مزاجی اسی وقت ظاہر ہوتی جبکہ آپ کسی کو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف کوئی کام کرتے دیکھتے۔ جب خلافت کا بار کندھوں پر آپڑا تو خوف آپ کو ہمیشہ لرزہ بر اندام رکھتا تھا۔ عوام جو آپ کے رعب سے کپکپاتے تھے مگر ان کو آپ نے اپنے پر محاسبہ کرنے کی عام اجازت دے رکھی تھی۔ اس سلسلہ میں عوام کے حوصلے اس قدر بلند ہو گئے تھے کہ بلاخوف آپ کے اعمال کا محاسبہ منظر عام پر کرنے سے نہیں گھبراتے تھے اور آپ نہایت ہی حلم و بردباری سے کام لیتے اور حقیقت حال ظاہر فرما کے تشفی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ملک یمن سے چادریں آئیں حضرت عمرؓ جن کے کپڑے پیوند لگاتے لگاتے ناقابل استعمال ہو چکے تھے آپ نے اس چادر سے جو آپ کے حصہ میں آئی تھی اپنا پیراہن تیار کروا کر زیب تن فرمایا اور ایک دن جب آپ منبر پر کھڑے خطبہ دینے کے قبل فرمایا کہ "اے لوگو! سنو اور میری مانو!" آپ کی آواز آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہی تھی کہ ایک شخص بے خوف اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "اب ہم تمہاری نہ سنیں گے نہ تمہاری بات مانیں گے۔ ہم اچھی طرح واقف ہیں کہ سب کی طرح تمہارے حصہ میں بھی ایک ہی چادر آئی تھی - اے امیر المومنین! تم طویل القامت ہو ہرگز چادر تمہارے لباس کے لئے کافی نہیں ہو سکتی تھی کس طرح تمہارا پیراہن تیار ہو گیا" اس جلیل القدر جمہوریت پسند شہنشاہ کو اب ایک معمولی آدمی کے سوال کا جواب دینا اور اپنی صفائی سب کے سامنے پیش کرنی تھی۔ آپ نے اپنے فرزند عبداللہؓ کو طلب کرکے فرمایا "اس شخص کو اس بات کا جواب دو کہ میرا پیراہن کس طرح تیار ہوا" آپ کے فرزند نے اس شخص سے مجمع میں فرمایا "اے شخص! خدا گواہ ہے میرے والد کے کپڑے اس قدر پیوند زدہ ہو کر ناقابل استعمال ہو چکے تھے کہ میں نے اپنی چادر میں سے اس قدر کپڑا دیا کہ میرے والد کا پیراہن تیار ہو سکے۔" اس شخص نے اب کہا "اے امیر المومنین

قسم بخدا ہم آپ کی بات سنیں گے اور مانیں گے"۔ یہ تھی محمدؐ کے قابل فخر غلام اور جمہوریت پسند حکمراں کے دورِ حکومت میں ہر شخص کی آزادی۔

ایک مرتبہ اس جمہوریت پسندی کے حامل شہنشاہ جس کے سامنے قیصر و کسریٰ اور بڑے بڑے سلطنتوں کے قاصد آکر کانپ جاتے تھے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے دریافت فرمایا" اے صاحبو! اگر میں دنیا کی طرف مائل ہو گیا تو تم لوگوں کا رویہ میرے تعلق سے کیا ہوگا ؟ ایک شخص اُٹھا اور تلوار میان سے کھینچ کر کہا" اگر تم نے اللہ اور رسول اور اس کے دستور و قانون کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو اسی تلوار سے ہم تمہارا سر اڑا دینگے۔ اس عظیم المرتبت ہستی نے جو اپنے جلال و تند مزاجی کی بناء پر مشہور تھی فرمایا " شکر ہے تیرا اے اللہ! قوم میں ایسے لوگ ہیں کہ میں غلط راستہ پر چلوں تو وہ مجھے سیدھا راستہ دکھا سکتے ہیں۔

حکمران وقت کا خود اپنے نفس سے محاسبہ

حکمران وقت حضرت عمرؓ جن کے جلال کا سکہ ایک عالم پر بیٹھا ہوا تھا اس حکمران کا یہ حال تھا کہ رات تنہائی میں اپنے نفس سے خطاب کر کے اپنا محاسبہ کیا کرتا تھا کہ" اے نفس! تو صرف خادم قوم کا نفس ہے ایک حاکم قوم کا نفس نہیں آج حاکم قوم ہونے کا خیال کیسے آیا تھا ؟ فلاں فلاں خیالات احکام الٰہی کے خلاف تو نے آج دل میں لائے تھے کیا روزِ قیامت تو مجھے ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی تجھے سزا دینے والا نہیں۔ لے میں تجھے سزا دیتا ہوں' آپ یہ کہتے جاتے اور درّے اپنے ہی دست مبارک سے اپنی مبارک پیٹھ پر مارتے جاتے۔

انصاف کی بلندیاں

اسلام کی جمہوریت کے حامل حکمراں حضرت عمرؓ کا انصاف اس قدر بے باک تھا کہ جب ایک [illegible] فریادی دربار خلافت میں یہ فریاد لئے حاضر ہوا کہ عمرو بن العاص گورنر مصر کے فرزند محمد نے بے وجہ بلا قصور اسکو کوڑے مارے ہیں تو اس اسلامی جمہوریت کے آئینہ دار [illegible] نے مصر کے گورنر اور ان کے بیٹے عبداللہ کو طلب فرمایا جب ثابت ہو گیا کہ فریادی کی فریاد [illegible] پر مبنی ہے تو اس شخص کے ہاتھ میں مصروف دیکر اسی قدر کوڑے مصر کے گورنر کے فرزند کو لگوائے جس قدر اس نے اس شخص کو مارے تھے اور گورنر مصر سامنے کھڑے ہوئے [illegible] کو کوڑے کھاتا دیکھتے رہے۔ پھر گورنر مصر سے فرمایا" اس شخص کو تم نے [illegible]

نہ ہوتا تو مجھ تک فریاد کے لئے کیوں آتا ؟ تم مصر پہنچو تو اعلان کر دو کہ تم ہر فریادی کے ساتھ انصاف
کروگے چاہے وہ تمہارے اہلِ خاندان ہی انصاف کی تکمیل میں انصاف کی زد میں کیوں نہ آجائیں

امتحانِ قدرت

قدرت سخت امتحانات لینے کی عادی ہے۔ کچھ ہی عرصہ
بعد حضرت عمرؓ حکمرانِ وقت کے صاحبزادے ابوشحمہ نے
شراب پی اور آپ کو اطلاع ہوئی اب وقت آپ سے انصاف طلب کرنے لگا آپ نے تقاضا
انصاف کی پکار پر فوری لبیک کہا اور اپنے فرزند سے فرمایا " اے ابوشحمہ ! تو ایک حکمراں
کا بیٹا ہے کسی اور کو حکم دوں تو وہ ترے ساتھ رعایت کریگا لہٰذا آپ نے اپنے ہاتھ سے
اسّی کوڑے مارے اس صدمے سے آپ کے فرزند قضا کر گئے تو فرمایا " الحمد اللہ میں
اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل کر سکا۔ اے اللہ ! اب تو اس نے سزا پالی ہے تو اسکی
مغفرت اپنی رحمت سے فرمادے۔"

ایک یہودی اور مسلمان کے درمیان جھگڑا ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فیصلہ بالکل یہودی کے
حق میں دیا تو یہودی حیران ہوگیا۔ آپ کے انصاف کی شہرت کا آپ کی رحلت کے بعد برس ہا برس
گذر جانے کے بعد یہ حال تھا کہ خلیفہ مامون الرشید کے زمانہ خلافت میں جب سرکاری
سپاہی نے ایک شخص کو پکڑا اور بیگار بناکر کام لیا تو اس آدمی نے بڑے دردناک آواز سے
پکارا " واعمراہ واعمراہ " (ہائے عمرؓ تم کہاں ہو) جب خلیفہ مامون کو اطلاع ہوئی
تو اس مظلوم کو طلب کرکے معاوضہ اور انعام دیا ، سپاہی کو سزا دیکر ملازمت سے علحدہ کر دیا۔

سفارش کا اثر

کسی نے آپ کی بیوی سے آپ کے پاس سفارش کروائی۔ آپ نے
بیوی کو جھڑک دیا اور فرمایا۔ " تمہیں امورِ سلطنت سے کیا واسطہ؟
کیا مجھے راہ راست سے ہٹاکر روزِ قیامت رسوا کرنے کا ارادہ ہے آئندہ کیلئے کبھی دخل اندازی معاملاتِ سلطنت میں نہ کرنا۔

رعایا سے باخبری

یہہ اسلامی جمہوریت کا حامل حکمراں راتوں کو گشت کرکے رعایا
کے حالات سے باخبر ہوتا اور پریشان حال مظلوموں کی دادرسی
و مدد فرماتا اور گورنروں کو احکام انصاف کے تعلق سے جاری ہوتے رہتے اور ہر گورنر کو ہدایت تھی کہ
گھروں پر دربان نہ رکھیں چونکہ وہ مظلوم اور حاکم کے درمیان میں حائل ہوتے ہیں۔
کیا دنیا کا کوئی جمہوری نظام اس سے بہتر تصور و نقشہ جمہوریت کے تعلق سے پیش کرنے کے موقف
ہے جیسا کہ غلامانِ محمدؐ نے پیش کرکے دکھا دی ہے جمہوریت کی شان۔

جب اندازِ حکمرانی غلامان یہہ ہو تو اندازِ حکمرانی محمدؐ کیا کہئے !

غلامانِ محمدؐ اور اندازِ حکمرانی و سیاستِ اسلامی

اور

انصاف ذاتِ رسالت مآبؐ کی ایک جھلک

مسلمان قوم جب مائل بہ زوال ہوئی۔ غلامی کا طوق گلے میں آرہا تو مادی غلامی سے زیادہ
خطرناک اس کے لئے ذہنی غلامی تھی۔ اس ذہنی غلامی نے تو اس کی کمر توڑ دی فکر کے انداز
ایک حد تک تو خود بخود بدل گئے پھر بڑی حد تک ان نئے مکار آقاؤں نے انہیں مزید بدلنے
کے لئے نئے مکروہ انداز نکالے۔ وہ قومیں جو صدیوں مسلمان قوم کی غلامی کا طوق اپنے گلے
میں حمائل کی ہوئی تھیں جب پیمانہ پلٹا اور مسلمانوں کی شامتِ اعمال اور مذہب سے
دوری نے مسلمان قوم کو غلام قوم کا غلام بنا ڈالا تو سب سے بڑا کام جو بطور انتقام ان نئے آقاؤں
نے کیا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو ذہنی اعتبار سے پست کرنے اور مکارانہ انداز نکالے کہ کسی
طرح ان میں احساسِ کمتری پیدا کیا جائے انہیں خود اپنی نظروں میں ذلیل و خوار کیا جائے
گرایا جائے۔ اس کے لئے ایک گندہ حربہ جو انہوں نے اختیار کیا وہ یہ تھا کہ تاریخِ اسلام
کو توڑ مروڑ کر پیش کیا اور مسلمان قوم کو ایک ظالم اور لٹیری قوم حقائق سے ہٹ کر اور
حقیقی تاریخ کو مسخ کر کے بیان کرنا شروع کیا۔ ہر ابلیسی اور شیطانی صلاحیتوں اور توانائیوں
کو روبہ کار لا کے خود مسلمانوں کی نئی نسل کو اپنے بزرگوں کے حالات اور تاریخ سے اس طرح
روشناس کرانے کی کوشش کی کہ نئی نسل اپنے بزرگوں کے حالات کو دیکھنے اور سننے سے شرما جائے
اس کے لئے انہوں نے یہ کیا کہ آئینہ اپنے روبرو رکھا اور جو داغ دھبے اپنے چہرے نظر آئے
انہیں غلامانِ محمدؐ اور اسلام سے منسوب کر دیا اسلام اور غلامانِ محمدؐ کی تاریخ کو توڑ مروڑ کر
مدارس اور کالجس کے نصاب میں شامل کر کے مدرسوں میں معصوم مسلمان بچوں کے ذہن کو

مسموم و زہر آلود کرنے کی کوشش شروع کردیں۔ انگریزوں کے جانے کے بعد یہ کام وقتاً فوقتاً ان کی جانشین و قائم مقام موجودہ حکومت انجام دے رہی ہے۔ حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام جلد دوم میں ان ہی نکات کو بڑی خوبی سے نظم کیا ہے کہ وہ اسکول میں داخل بغرض تعلیم کروائے گئے اور انگریزوں کا بنایا نصاب انہیں بچپن میں پڑھایا گیا تو ان کے تصورات اور تاثرات اپنے مذہب اور اسلاف کے تعلق سے کیا ہوئے بیان کرتے ہیں :-

وہ مکتب آہ پہلا زینہ تلقین بے دینی — دکھاتے ہیں جہاں آئینہ آئین خود بینی
جہاں دیتے ہیں پہلا درس مذہب سے بغاوت کا — جہاں بوتے ہیں تخم اولیں نسلی عداوت کا
جہاں ماں باپ سے باغی کیا جاتا ہے بچوں کو — جہاں جھوٹوں کا پس خوردہ دیا جاتا ہے بچوں کو
جہاں باقاعدہ الحاد کی تعلیم ہوتی ہے — جہاں باضابطہ شیطان کی تعظیم ہوتی ہے
جہاں مکر و ریا کا عقلمندی نام رکھا ہے — جہاں جور و جفا کا سربلندی نام رکھا ہے
جہاں داخل ہوا میں آہ بخت سوختہ میرا — سبق مسجد کے بھولے لٹ گیا اندوختہ میرا
مقرر تھے یہاں استاد مجھ کو یہ کھلانے پر — کہ اب اللہ نہیں' ایک ادعا کہے زمانے پر
وہ کہتے تھے ترا اسلام ہے تلوار کا مذہب — مسلمانوں سے نفرت ہے نہایت پیار کا مذہب
کہیں نام جہاد آئے تو وہ رہ رہ کے ہنستے تھے — پرانے غازیوں کو راہزن کہہ کہہ کے ہنستے تھے
مجھے ان سے حضور احساس ہوتا تھا خجالت کا — کہ یہ تاریخ ہے یا تذکرہ عہد جہالت کا
یہاں قرآن نہ تھا خود ساختہ قانون تھا کوئی — یہاں مذہب نہیں اک لوریٔ بے معنی تھا کوئی
نہ اس مکتب میں جاتا میں یوں مسموم ہو جاتا
جواب معلوم ہے کہ کاش ان دنوں معلوم ہو جاتا
کھلیں آنکھیں تو اک ہنگامۂ محشر نظر آیا — عجب سیلاب عالمگیر کا منظر نظر آیا
بلائے جاں ہستی تھی ہماری یہ تن آسانی — "جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"
خدا کے نام سے خوابیدہ بختوں کے جگانے کو — ہوا میں لب کشا افسانہ ماضی سنانے کو

ایک طرف شیطانی کارندے اسلام کے خلاف اپنا کام کرتے رہے تو دوسری جانب صفات رحمانی اسلام کے حقائق کو اجاگر کرنے اپنے کرشمے دکھاتے رہے۔ حقائق پر پردے ڈالنے کی کوشش ناکام ہوکر رہ گئیں۔ خود عیسائیوں میں سے کئی حق پسندوں کو اللہ پاک نے اسلام کی دولت و ایمان کی سعادت سے سرفراز فرمایا اور خود انہوں نے اپنی قوم کے ان بیانات کی تردید کی اور اسلام کے حقائق دنیا

کے سامنے پیش کئے ان میں سے ایک عیسائی لیڈی ایولن کیولڈ بھی ہے جو اسلام لانے کے بعد لیڈی زینب ایولن کبولڈ کے نام سے کئی کتب کی مصنفہ ہے اور اسلام کے حقائق کو پیش کرنے کی سعادت اس خوش نصیب کے حصہ میں آئی۔

دشمنانِ اسلام چاہے عیسائی ہوں کہ یہودی یا کوئی اور برادرانِ وطن، ہمیشہ مسلمانوں کے ذہن و دماغ میں مذہب اسلام کے تعلق سے کئی غلط باتیں بٹھانے کی کوششیں کی ہیں۔ وہیں یہ چیز بھی ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے کہ سیاست اور مذہب دو علٰحدہ چیزیں ہیں حالانکہ سیاست مذہب اسلام کا ایک جزو یا درخت اسلام کی ایک شاخ یا کتاب اسلام کا ایک باب ہے اور اسلام بلاشبہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور دستورِ زندگی ہے اس چھوٹے سے مضمون میں اتنی وسعت تو پیدا نہیں کیجا سکتی کہ ذات رسالت صلعم اور غلامانِ محمدؐ اور بالخصوص خادم خاص محمد مصطفٰےؐ حضرت عمرؓ کے نافذ کردہ قوانین پر تفصیلی روشنی ڈالی جائے اور اسی مختصر مضمون کو ایک ضخیم کتاب میں تبدیل کردیا جائے مگر اتنا تو ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اکبر اعظم دینِ الٰہی کے موجد کو اپنے قابل وزیروں کے ذریعہ اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے قوانین کی ضرورت لاحق ہوئی تو اسلامی اور حضرت عمرؓ کے نافذ کردہ قوانین ہی کا سہارا لینا پڑا اور انگریزوں نے بھی کم و بیش اسلامی قوانین اور تنظیم کو نافذ کرکے علانیہ نہ سہی در پردہ اسلام اور غلامانِ محمدؐ کی عظمت کا اعتراف کیا اور ثابت کردیا کہ اسلام میں سیاست کتابِ اسلام کا ایک آخری باب ہے جب انصاف ہی اسلام کا مرکزی کردار ہو تو ایسی قوم کسی پر ظلم نہیں کرتی بلکہ سراپا رحمت بن جاتی ہے۔

عمارتِ اسلامی سیاست کا بنیادی پتھر ہی انصاف و سادگی

دشمنانِ اسلام تاریخ کے کھلے صفحات پڑھ لیں کہ حکمرانی کرنے کا انداز جو اسلام نے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ رعایا خوشحال رہے انصاف کا دور دورہ رہے۔ حاکم اور رعیت میں فاصلہ ہی نہ رہے۔ نہ حاکم میں شاہانہ انداز و شاہانہ مزاج و احساس برتری کا ہے نہ رعایا اور عوام میں احساس غلامی و کمتری۔ مگر رعایا پر از روئے قرآن فرض کیا گیا کہ جیسا کہ سورت النساء میں ہیں۔ واطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم (اطاعت کرو اللہ کی رسول کی اور حکم مانو حاکم کا) پھر مزید اسلامی تعلیم یہ ہے کہ عوامی خزانۂ ش نہیں بلکہ عوام کا رہے حاکم و حکمراں صرف اس کا نگراں و نگہبان اور محافظ و امین رہتے

انصاف کی بلندیاں یہ ہوں کہ حکمراں کے کسی رشتہ دار حقیقی فرزند دختر حتیٰ کہ
کی حیثیت بھی انصاف کے دربار میں معمولی انسان کا ہو کر رہ جائے یعنی خو
سرزد ہونے کی صورت میں وہ بھی اسی سزا کا مستحق قرار پائے جس طرح ایک معم
پاتا ہے یعنی صرف بحالت نماز ہی نہیں بلکہ بصورت تقاضہ انصاف بھی یہ ہ

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز ؎ نہ کوئی بندہ رہا باقی نہ کوئی بن

ایک طرف اللہ پاک سورہ النساء آیت (۵۹) میں جیسا کہ اوپر درج کیا گیا رعایا
کا حکم فرماتے ہیں تو حاکم کو پارہ ۶ میں حکم فرماتے ہیں وَاِنْ حَکَمْتَ فَا
بِالْقِسْطِ ط (جب تم حکم کرو تو بس حکم کرو انصاف کے ساتھ) پھ
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (بے شک انصاف کرنے والے اللہ کو
انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)

اب ارشادات عالی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیئے ۔

فرمایا رسولِ خدا صلعم نے انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک نور کے ممبر پر
ارشاد عالی ہے آقائے نامدار صلعم کا جس بندے کو اللہ نے رعیت کا حاکم بنایا
کی خیر خواہی سے حفاظت نہ کی تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا ۔ مسلمان قوم اور د
دورِ غلامانِ رسالت مآب پر حملے کرنے والے تاریخ کے وہ صفحات پڑھیں کہ قب
سردار کی بیوی ارتکاب جرم چوری کی مرتکب ہوتی ہے اور مقدمہ دربارِ رسالتؐ
ہے بعض لوگ اس کے خاندانی اعزاز کی بناء پر سزا میں تخفیف کی درخواست
بصد ادب کرتے ہیں فیصلہ عدالت رسالت مآبؐ بلا رعایت و تخفیف سن
ساتھ صادر ہوتا ہے کہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اسکو یہی سزا
کی صادر کرنے میں قسم بخدا کوتاہی نہ کرتا ۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو ش
سزا (۸۰) کوڑے لگائی کہ وہ وفات پا گئے اور بوقت انصاف رشتہ کا لحاظ نہ

ایک جھلک انصاف رسالتؐ دیکھ لیجئے

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حاکم
آقائے دوجہاں قبل از رحلت
میں کمزوری اور نقاہت کی
ایک روز بمشکل اپنے حجرے مبارک سے مسجد نبوی سہارے کے ساتھ تشریف

لوگوں کو ذریعۂ منادی پہلے ہی جمع فرمالیا ہے۔ ذات رسالت مآب صلعم اعلان فرماتی ہے۔
اے لوگو! آج تم بلاخوف میرے سامنے آواگر کسی کا دین دار اور قرضدار ہوں تو مجھ سے طلب کرو اگر مجھ سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہے تو آج بلاخوف مجھ سے بدلہ لے لو بلاشبہ انصاف ہر ایک کو دیا جائے گا۔ مجمع میں سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے:۔
"اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپ کا تقاضا انصاف یہی ہے تو مجھے انصاف چاہیئے کہ آپ فلاں معرکہ کے لئے جارہے تھے تو آپ نے اونٹ کو ایک درخت کی ڈالی سے ہانکنے ملاتا چاہا تھا بازو میں میرے اونٹ پر بیٹھا تھا وہ مار مجھ پر پڑا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری فیصلہ فرمادیا کہ" اے شخص! بلاخوف تو آج مجھ سے اپنا بدلہ لے لے ایک درخت کی ڈالی منگوائی گئی صحابہ میں کہرام مچ گیا صحابہ اس شخص سے کہنے لگے اے شخص! تو ایک مار کے بدلے ہماری بیٹھ پر سو سو مار لے مگر بیمار نحیف رسولِ خدا صلعم سے بدلہ نہ لے۔ فرمانِ رسولِ خدا صلعم ہوا اے لوگو! کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا جس کے گناہ کا بوجھ اسی کو اٹھانا ہے اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا کہ ایک کی سزا دوسرا پائے۔ پھر صحابہ نے اس شخص سے کہا تو ہماری پوری دولت لے لے اور اپنے دعویٰ سے دست بردار ہوجا وہ شخص خاموش ہے اور اپنے دعویٰ سے دست برداری کے لئے تیار نہیں ادھر رسول محبوب خداؐ صحابہ کو خاموش کر رہے ہیں۔ اس شخص کے ہاتھ میں ہری درخت کی ڈالی دیدی گئی اور وہ شخص رسول خداؐ کی بیٹھ پر مار کر انتقام لینے کھڑا ہوا۔ صحابہ کی داڑھیاں آنسوؤں سے بھیگ گئی مگر تقاضا انصاف آخر تقاضہ انصاف ہے دخل دینے کی مجال نہیں تھی وہ شخص رسول مقبول کے پاس کھڑا ہے حکم رسالت مآبؐ ہورہا ہے اے شخص بلاخوف تو اپنا بدلہ چکا لے اور مجھے دنیا سے پاک صاف جانے دے اور اسی قوت سے مار جس قوت سے تجھے مار لگا تھا۔ وہ شخص کہتا ہے اے اللہ کے رسولؐ! اُس وقت میں برہنہ بیٹھ تھا اور برہنہ بیٹھ پر مار لگا تھا آپ کے جسم پر قمیص ہے اللہ کا محبوب رسول صلعم فوری قمیص اتار دیتا ہے ادھر صحابہؓ میں کہرام مچا ہوا ہے وہ شخص درخت کی ڈالی پھینک کر مہر نبوتؐ کا بڑے عجز ادب واحترام سے بوسہ لیکر عرض کرتا ہے اے اللہ کے پیارے رسولؐ میں نے بہ دل وجان آپ کو معاف کیا اور میں نے اے اللہ کے نبیؐ اسی وقت معاف اپنے دل سے کر ہی دیا تھا لیکن آج میں سونچا کہ کیوں نہ اس بوسہ مہر نبوت کی دولت حاصل کرلوں کہ جہنم مجھ پر حرام اور جنت مجھ پہ واجب ہوجائے۔ اللہ پاک نے میری خواہش

پوری فرمادی۔ تمام صحابہ اکرام رضی مسکرا اٹھے چہرا نبوت مطمئن تھا اور لب ہائے مبارک تبسم زیر اس قدر مستند تاریخی واقعات معہ دلائل کے بعد کیا کوئی درحقیقت کہہ سکتا ہے کہ اسلامی طرزِ حکومت عدل سے ہٹی ہوئی راہبری کے انداز لی ہوئی تھی۔

درحقیقت غلامانِ محمدؐ ہی نے سیاست کو سنوارا ہے
اور
گیسو تنظیم سلطنت احسان مند شانہ غلامانِ محمدؐ ہے

رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خادم خاص جن کو دنیا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نام گرامی سے یاد کرتی ہے۔ آپ نے سلطنت کے انتظامات تنظیم وقواعد ضوابط کو ازروئے قرآن اور حدیث مدبرانہ انداز سے مدوّن کرنے میں کوئی کسر چھوڑی تھی جو بعد کو کسی اور کو اس کی تکمیل کا موقعہ ملتا یہ رسولِ خدا صلعم کی پیدا کردہ صلاحیتوں اور تربیت کا نتیجہ تھا کہ صدیق اکبرؓ نے ترقی کے راستے پر قدم بڑھائے تو حضرت عمرؓ نے شباب کی منزل پر پہنچا دیا حقیقت پسند دنیا آج آپ کی رہین منت ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی جس کی تفصیل یہاں ناممکن ہے تو اختصار سے بیان بھی ناگزیر ہے کہ حضرت عمرؓ نے

۱۔ امور سلطنت میں اولاً اہمیت و ترجیح انصاف کو دی سررشتہ عدالت قائم فرمایا اور قاضیوں (نظماء عدالت) کا تقرر فرمایا۔
۲۔ خزانہ شاہی مستحکم انداز سے بنام بیت المال قائم فرما کر اس کو شاہ وقت کی نہیں بلکہ عوام کی ملک قرار دیا
۳۔ دفتری کاروبار کا آغاز اور سنہ ہجری کا نفاذ فرمایا۔
۴۔ فوجی تنظیم کو اپنے شباب پر پہونچا کر فوجی دفاتر کا قیام بھی عمل میں لایا۔
۵۔ رضاکارانہ فری خدمات ختم کرکے ہر خدمت انجام دینے کو قومی خزانہ سے تنخواہیں مقرر کیں اور بہ وقت واحد اس سے دو امور کی تکمیل ہوئی کہ خدمت انجام دینے والا

خادمِ قوم بن کر ہمہ تن ہمہ وقت فکر معاش سے مطمئن ہو کر اپنے فرائض منصبی انجام دینے میں منہمک ہو گیا دوسرے تنخواہ یاب ہونے کی وجہ سے حکومت کا مکمل کنٹرول فطری طور پر اس پر ہو گیا

۶۔ دفتر مال کا قیام ۷۔ پیمائش اور اوزان کے کام کی تکمیل

۸۔ مردم شماری کے کام کا آغاز و تکمیل ۹۔ آبپاشی و آب رسانی کے انتظامات اور نہروں کی کھدوائیاں ۱۰۔ شہروں کا آباد کرنا مثلاً موصل، فسطاط، جیرہ، بصرہ تاکہ کثرت آبادی کے باوجود رعایا پُرسکون رہ سکے۔

۱۱۔ جیل خانوں کا قیام (۱۲) پولیس کے محکمہ کا قیام (۱۳) فوجی چھاونیوں کا قیام

۱۶۔ یتیم و بے سہارا لوگوں کے لئے یتیم خانوں کا قیام

غرض آپ کے تفصیلی تنظیمی امور نے غلامانِ محمدؐ کو ایک مہذب انصاف پسند خوف خدا رکھنے والی اعلیٰ کردار قوم کا مقام دے ڈالا۔

حکمرانِ وقت کی جائیداد کی تحقیقات

حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ نے اپنے آخری دورِ خلافت میں حکم دیا کہ میرے خلیفہ ہونے کے بعد تحقیقات کیجائے کہ میرے مال و دولت میں کیا اضافہ ہوا۔ بعد تحقیقات رپورٹ پیش ہوئی کہ ایک غلام اور دو اونٹنیوں کا اضافہ ہوا ہے جو بطور مال غنیمت آپ کے حصہ میں آئے ہیں۔ حکم ہوا کہ میری وفات بعد یہ چیزیں خلیفہ وقت کے پاس روانہ کر دی جائیں حکم کی تعمیل کی گئی جب غلامانِ محمد کا اندازِ زندگی کا یہ حال ہو تو دشمنانِ خدا کے اُن پر راہزنی اور حرص کے الزامات کس قدر عظیم گناہ ہیں۔

حکمرانِ وقت اور خدمتِ غرباء

مدینہ کی سرحد پر ایک ضعیف نابینا محتاج عورت رہتی تھی حضرت عمرؓ جب کبھی اسکی خدمت کے ارادے سے جاتے وہ ضعیفہ کہتی "بیٹا! کوئی اللہ کا لال آیا تھا میرے گھر کا پانی بھر گیا کپڑے دھو دیئے مجھے کھلا پلا کر چلا گیا" خدا اسکو آخرت میں مقام بلند عطا کرے۔ حضرت عمرؓ ہمیشہ اس ضعیف بوڑھیا کی خدمت اور دعا کے لئے بے چین رہتے تھے ایک دن آپ اس راز کا پتہ لگانے اول وقت ایک پوشیدہ مقام پر چھپ کر کھڑے ہو گئے دیکھا کہ حکمرانِ وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ بوڑھیا کے گھر تشریف لائے اور گھر کی اپنے ہاتھوں سے صفائی فرمائی اسکے کپڑے دھو دیئے بکری کا دودھ دھویا ساتھ لائی ہوئی روٹی اور دودھ اس نابینا ضعیفہ

کو کھلایا پانی بھرا پھر ضعیفہ سے اجازت لی اور رخصت ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ آپ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں غربا ضعیفوں اور نابینا حضرات کی خدمت کو اپنا شیوہ زندگی بنائے رکھا تھا۔

غیر مذاہب کی عبادت گاہوں کا احترام

کون نہیں جانتا کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق فاتح فلسطین جب بعد صلح ایک گرجے میں بغرض معائنہ داخل ہوئے تو عصر کا وقت ہو گیا ادائی نماز کے لئے باہر نکل رہے تھے کہ پادریوں نے گرجے ہی میں نماز ادا کرنے کی خواہش کی آپ نے باہر نکل کر نماز ادا فرمائی بعد میں فرمایا اگر میں تمہارے گرجے میں نماز ادا کرتا تو آنے والی مسلمان نسلیں اعتقاداً گرجے کو مسجد میں تبدیل کر دیتیں۔ نظریں حال پر ہی نہیں تھیں بلکہ مستقبل کے تعلق سے بھی کس قدر دور بینی تھی اور دور اندیشی۔

اس قدر تاریخ کے روشن واقعات کے بعد اسلامی تاریخ یا غلامانِ محمد پر کوئی الزام بدبختی ہی کہلائے گی دشمنانِ اسلام کی۔

گورنروں کے نام مرکز کے احکام

حضرت امیر المومنین نے تمام گورنروں کے نام احکام جاری فرما دیئے تھے کہ اپنے گھروں پر دربان نہ رکھیں کہ یہ فریادی اور حاکم کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔

غلامانِ محمدؐ بحیثیت گورنر

اسلامی شہنشاہوں کے حالات مختصراً ہی سہی آپ نے سن لئے اب اسلامی گورنروں کے حالات بھی بخوف طوالت کچھ سن لیجئے کہ غلامانِ محمد نے کیسے انجام دیئے ہیں فرائض گورنری۔

مدائن کے گورنر حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت امیر المومنین عمرؓ نے سلمان فارسیؓ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا۔ گورنر صاحب کی سادگی لباس کا عالم یہ تھا کہ ایک شخص کو گھاس اٹھانے مزدور کی ضرورت تھی اس نے آپ کو دیکھا مزدور سمجھا اور کہا یہ گھاس کا گٹھا میرے گھر پر پہنچا دو۔ اللہ اکبر! آپ نے بلا تامل گٹھا سر پر رکھا اسکے ہمراہ چلنے لگے جب اسکو آپ کے گورنر ہونے کا پتہ چلا پریشان اور شرمندہ ہوا آپ نے فرمایا نہ پریشان ہو نہ شرمندہ۔ میں نے یہ کام اللہ کیلئے

کیا ہے کہ اس کے بندے کی زبان خالی جانے نہ دو" سلمان فارسیؓ اپنی گورنری کی پوری تنخواہ خیرات فرما دیتے تھے اور کھجور کے پتوں کی چٹائیاں تیار کرکے بازار میں فروخت فرمانے کے بعد جو حاصل ہوتا اس سے دو تہائی پر زندگی بسر فرماتے اس میں سے بھی ایک تہائی خیرات فرما دیتے اس کے باوجود انتظامات صوبہ کا جہاں تک تعلق تھا رعایا پُرامن زندگی گزار رہی تھی کسی کی مجال نہ تھی کہ قانون اور دستورِ الٰہی کے خلاف عمل پیرا ہوسکے جرائم شاید ہی ہوتے چونکہ سزا دینے میں کسی رعایت کا دخل نہ تھا۔ یہ ہوتی ہے غلامانِ محمدؐ کی شانِ سادگی اور ان کے اقتدار کو اپنانے اور بندگانِ خدا کی خدمت کا انداز۔

مصر کے گورنر عمرو بن العاص کے فرزند کا انجام

جیسا کہ آپ نے اسی کتاب میں پڑھا ہے کہ مصر کے گورنر کے فرزند نے جب کسی شخص کو بلا قصور کوڑے مارے تو خود گورنر صاحب کی موجودگی میں اسی قدر کوڑے ان کے فرزند کو کھانے پڑے ایسی جلیل القدر ہستیوں کی انصاف کی تاریخ آیا کوئی قوم پیش کر سکتی ہے؟

گورنر حمص حضرت سعد بن عامرؓ

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے صوبہ حمص کا دورہ فرمایا عوام سے مل کر حالات دریافت فرمائے صوبہ کے انتظامات اطمینان بخش پائے معتبر مقامی اصحاب سے فرمایا مجھے یہاں کے ایسے لوگوں کی فہرست چاہیے جو غربت کی سطح سے بھی نیچے یا غربت کی سطح پر زندگی گذار رہے ہیں تاکہ بیت المال سے ان کا معیارِ زندگی اونچا کیا جاسکے جب فہرست پیش ہوئی سر فہرست گورنر حمص حضرت سعد بن عامرؓ کا نام دیکھکر حیرت سے پوچھا ان کو تو گورنری کی تنخواہ ملتی ہے پھر ان کا نام سر فہرست کیسے؟ عرض کیا گیا کہ آپ کے حسب ارشاد فہرست تیار کی گئی یہ غربت کی سطح سے بھی نیچے کی سطح پر زندگی گزارتے ہیں۔ گورنری کی تنخواہ راہ خدا میں خیرات فرما دیتے ہیں شاید اپنے پر استعمال کرنا مناسب نہیں سمجھتے شاید بیت المال کی رقم سے معیار زندگی بلند کرسکیں۔ امیر المومنین نے حضرت حبیبؓ کے ذریعہ ایک ہزار کی تھیلی گورنر صاحب کے پاس روانہ کی جب حبیبؓ ان کے گھر پہونچے آپ خاصہ تناول فرمارہے تھے اندر بلوالیا۔ گورنر صاحب کے دسترخوان پر سوکھی روٹی اور زیتون کا تیل تھا اور بس ــــ جوں ہی ایک ہزار کی تھیلی آپ کی خدمت میں

پیش کی گئی کہ حضرت عمرؓ نے روانہ فرمائی ہے گورنر صاحب نے تھیلی ہاتھ میں لیکر بڑے تکلیف اور اضطراب کے عالم اور بیخودی میں باآواز بلند فرمایا "انا للّٰہ و انا الیہ راجعون" آپ کی بیوی جو دوسرے کمرے میں تھیں پریشان ہوکر اندر سے پوچھا "کیا کوئی سخت پریشانی کی بات ہے" گورنر صاحب نے جواب دیا مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے دولت میرے گھر آئی ہے اور خود امیر المومنین نے روانہ فرمائی ہے، مجھے میری بربادی کا اندیشہ نظر آتا ہے" بیوی نے کہا "مگر پریشانی کی بھی کیا بات ہے اسکو کوسے میں ڈال دیجئے صبح مجاہدوں کا جو بھی قافلہ پہلے آئے گا اس کے حوالے بغرض اخراجات جہاد فرما دیجئے گا۔

غلامانِ محمدؐ کے ایسے پاک حالات زندگی آیا کوئی قوم پیش کرنے کے موقف میں ہے؟

جب شانِ غلامان یہ ہو تو شانِ محمدؐ کیا کہئے!

شانِ اعلیٰ غلامانِ محمدؐ بہ زبان علامہ اقبال
بصورت خطاب بہ جوانانِ اسلام

کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیسا گردوں تھا جس کا ہے تو ٹوٹا ہوا تارا

اسے قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا

تمدن آفریں خلاق آئین جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارہ

سماں الفقر فخری کا رہا شان امارت میں
باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

غرض میں کیوں کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں کہہ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارہ

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

از محمد جمیل الدین صدیقی

جب غلامان محمدؐ نے ایسی تھام رکھی تھی نفس کی لگام !
تو نفس پہ قابو فاتحِ مکہ کیا کہیئے !!

ایک قول زرین ہے کہ "تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں ہمیشہ مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں مصروف ہے" درحقیقت نفس کا سرکش گھوڑا ہمیشہ تباہی کے میدان کی طرف انسان کو لئے رواں دواں رہتا ہے مگر اللہ پاک نے اس تباہی کے میدان کو اپنے احکام کی فصیل کے ذریعہ گھیر دیا ہے تاکہ انسان اس میدان میں داخل ہو کر جہاں دلدل ہی دلدل ہے تباہ و لاپتہ نہ ہو جائے جو مثالیں تاریخ میں غلامانِ محمدؐ نے اس سلسلہ میں پیش کی ہیں وہ تاریخ اسلام ہی کے نہیں بلکہ تاریخ عالم کے وہ درخشاں صفحات ہیں جن پر سنہری حرف میں لکھا ہے کہ :- "غلامانِ محمدؐ نے تھام رکھی تھی نفس کی لگام"

اقتدار، غصہ اور ۰۰

امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو حالت نشہ میں دیکھا تو احکام الٰہی کے خلاف نشہ کرنے پر جلال فاروقؓ جلال اٹھا۔ درّہ فاروقی ہاتھ میں آگیا۔ شرعی حد اس پر جاری کرنے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اس شرابی نے آپ کو بے ہنگام گالیاں دینی شروع کیں — جلالِ فاروقؓ جاتا رہا۔ اٹھا ہوا ہاتھ نیچے گر گیا۔ اس شخص کی احکام الٰہی کی نافرمانی دیکھ کر جن نگاہوں میں غصہ و قہر کی چنگاریاں تھیں اور سر و سینہ اللہ کی نافرمانی دیکھ کر تن گیا تھا۔ اب نگاہوں میں غصہ و قہر کی چنگاریاں غائب ہو گئی تھیں۔ سینہ و سر جھک گیا تھا حتیٰ کہ ہنٹر زمین پر گر گیا۔ کسی شخص نے یکایک تغیر کی وجہ دریافت کی تو فرمایا خدا گواہ ہے میرا غصہ اور جلال صرف اس شخص پر اس لئے نازل ہو رہا تھا کہ اس نے احکام الٰہی کی توہین کی اور حرام شئے کو منہ لگایا تھا مگر اس نے مجھے گالیاں دیکر میرے نفس امارہ کو جگا دیا اور اس کو بے قابو کر دیا اگر اب میں اس کو سزا دیتا ہوں تو میرے نفس امارہ کی تسکین ہو گی اور نفس امارہ کو تسکین دیکر میں تباہ ہو جاؤں گا۔ اللہ مجھے اس شر سے محفوظ رکھے۔

فتح یاب ہو کر بھی اپنے نفس کا قتل

ایک جنگ میں حضرت علیؓ کا مقابلہ ایک قوی تن پہلوان سے ہوا بالفاظ دیگر ظاہری آنکھ میں ایک تنکے نے پہاڑ سے ٹکر لی پھر بھی گھنٹوں کوئی کسی پر غالب ہی نہ آسکا یکایک فضل ربی ہوا اس پہلوان نے حضرت علیؓ کے پیترے سے بچنے کی جو کوشش کی پاؤں پھسل کر گر پڑا حضرت علیؓ نے فوری بجلی کی سی تیزی دکھائی اور اس کو چت کر کے اس کے سینے پر سوار ہو گئے اور اس کا سر تن سے جدا کرنے خنجر ہاتھ میں لے کر اس کے گلے

تک لے ہی گئے تھے کہ ایسے نازک موقعہ پر بھی اس نے حضرت علیؓ کے چہرہ مبارک پر حقارت سے تھوک دیا۔ آپ جس تیزی سے اس کے سینے پر سوار ہوئے تھے اس سے بھی زائد تیزی سے اس کے سینے سے کود کر کھڑے ہو گئے وہ پہلوان بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "اے بچے! صرف ایک اتفاق تھا کہ میرے سینے پر سوار ہونے میں کامیابی حاصل کر لی تھی کیا تو پھر مجھے گرا سکے گا۔؟" شیر خدا رضؓ نے جواب دیا۔ "اے شخص! میں تجھ سے اپنے نفس کے لئے نہیں اللہ پاک کے لئے برسرپیکار تھا اور اسی نے تجھے گرایا تھا اور وہ پھر تجھے گرا سکتا ہے مگر تو نے میرے منہ پر تھوک کر میرے نفس امارہ کے ناگ کو جگا دیا۔ اس نوبت پر میں تجھے قتل کرتا تو گویا اپنے نفس کے ہاتھوں خود قتل ہو جاتا" وہ دیوتا پہلوان حضرت علیؓ کا جواب سن کر لرزہ بہ اندام ہو چکا تھا پکارا علیؓ بے شک اسلام سچا مذہب ہے جو اپنی "انا" اور نفس امارہ کا سر کاٹنا سکھاتا۔ اللہ کیلئے جینے مرنے کی تعلیم دیتا ہے علیؓ! تم اپنے نفس کا گلا کاٹ کر فاتح اعظم بن گئے اب اس پہلوان کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا گویا اب حضرت علیؓ فاتح تھے اور اس پہلوان کا سر آپ کی عظمت کے آگے خم تھا۔

فوجی اقتدار اعلیٰ اور نفس

حضرت خالدؓ بن ولید کے قیامت خیز فتوحات کی دھوم ہے ہر طرف شہرت کہ فتوحات اسلامی خالدؓ کی وجہ سے ہیں جب خلیفہ حضرت عمرؓ کو اس شہرت کا علم ہوتا ہے تو فرماتے ہیں فتوحات منجانب اللہ اور رسول اللہ صلعم کے فرمائے ہوئے وعدوں کا نتیجہ ہے نہ خالدؓ کی وجہ سے نہ عمرؓ کی وجہ سے آپ فوری فرمان علحدگی خالدؓ بن ولید از عہدہ جلیلہ سپہ سالاری عظمیٰ صادر فرما دیتے ہیں اور حضرت ابو عبیدہؓ جیسے کمزور اور ضعیف صحابی کو اس عہدہ پر مامور فرما دیتے ہیں جب یہ حکم حضرت خالدؓ کو ملتا ہے تو آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا چونکہ اسلامی فوجیں اور دشمنانِ خدا کی فوجیں اب ٹکرانے کو تھیں آپ نے فرمان جیب میں رکھ لیا اور جہاد کا آغاز ہوا فتح حضرت خالدؓ کے قدموں پر تھی۔

بعد فتح آپ نے بڑی خوشی سے اپنے جلیل القدر عہدہ کا جائزہ حضرت ابو عبیدہؓ کو دے دیا اور آئندہ کے لئے معمولی سپاہی کی حیثیت سے بلا تامل مصروف جہاد ہو گئے۔ نہ عہدہ جلیلہ جانے کا ملال نہ نفس کا کوئی غلبہ۔

جب غلامان محمدؐ نے اس انداز سے تھام رکھی تھی نفس کی لگام
تو نفس پہ قابو فاتح تک صلعم کیا کہئے

مُصنّف کی دیگر کتابیں پتہ صفحہ آخر پر دستیاب ہیں

۱۔ مسلمانوں کے زوال کے اسباب علامہ اقبالؒ کی نظر میں (حصّہ اول) ھدیہ 2/50

۲۔ علامہ اقبالؒ اور فلسفہ لا الہ الا اللہ و فلسفہ محمدؐ رسول اللہ (حصّہ دوم)
فلسفہ اذان فلسفہ نماز و مسجد، مسجد بابری، ماہ رمضان و ہلال عید۔
فلسفہ حج مسلمان اور قرآن ھدیہ 3/00

۳۔ مسلمانوں کے تکلیف دہ سوہان روح و زوال کا حل
قُل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) میں مضمر ہے۔ ھدیہ 3/00
(علامہ اقبال کی لاجواب تفسیر معہ دلائل و مثالیں صحابہ اکرامؓ و بزرگانِ دین)

۴۔ مسلمانوں کے زوال کے اسباب میں علامہ اقبال کی نظر میں مسئلہ تقدیر تسلیم و رضا عمل
اور فلسفہ خیر و شر وطن کا غلط تصور اور ضرورت اتحاد اُمّت محمدیؐ ھدیہ 2/50

۵۔ مسلمانوں کے عہد زوال میں عورت کا رول و حصّہ
علامہ اقبال کی نظر میں اور تاریخ کے چند اوراق ھدیہ 4/50

۶۔ مسلمانوں کے عہدِ عروج میں عورت کا رول و حصّہ
علامہ اقبال کا انداز رسالہ اور تاریخ کے چند اوراق (زیرِ طبع)

۷۔ مسلمانوں کے عہد عروج و زوال میں علماء کا رول و حصّہ
علامہ اقبال کی نظر میں (زیرِ طبع)

۸۔ جہاد اور مسلمان، علامہ اقبال کا نقطۂ نظر (زیرِ طبع)

۹۔ والدین کے حقوق قرآن اور حدیث کی روشنی میں
صحابہ اکرام کا طرز عمل اور تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ قرآن سچا ہے
اور فرامین رسول ھدیہ 3/00